ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

پاکستان

عصرِ حاضر میں علماء اسلام کی ذمہ داریاں

شیخ الاسلام حضرت مدنی کا ایک مکتوب گرامی

مسلمانوں کی بہت سی مشکلات کا حل نیز خود اسلام کی ترقی اور اس کے بہت سے فرائض اور واجبات کی ادائیگی اجتماعی قوت اور صحتِ نظام پر موقوف ہے اور اس زمانہ انحطاط میں بالخصوص ان ملکوں میں جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے اور مسلمان اپنی اقلیت کی وجہ سے وہاں پر نہایت کمزور اور ان کی آواز نہایت گری ہوئی ہے اشد ضرورت ہے کہ ان میں اجتماعی قوت اور نظام مکمل ہو۔ اس لیے تمام مسلمانوں کا عموماً اور علماء اسلام کا خصوصاً اہم فریضہ ہے کہ وہ جاگیں اور تحفظ اور بقا کی صورتیں عمل میں لائیں۔ اختلافات کو مٹائیں اور اجتماعی قوتوں کو بڑھا کر صحیح نظام پر گامزن رہیں ورنہ عند اللہ اور عند الناس سخت مواخذہ اور گرفت کے مستحق ہوں گے خود کو بھی برباد کریں گے اور قوم و ملت نیز دین و مذہب کی بربادی کا وبال بھی اپنے اوپر لیں گے انہیں امور کو دیکھتے ہوئے باعزت اور سمجھدار بزرگوں نے جمعیۃ علماء کی بنیاد رکھی جو کہ اپنی ابتداء اور سالہا سال سے آج تک میدان عمل میں اپنی طاقت کے مطابق مخلصانہ سربکف چلی آرہی ہے مگر آج بہت سے ناعاقبت اندیش مسلمان اور علماء کرام اس میں جدوجہد کرنے اور جمعیۃ کے نظام کو بڑھا کر مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو بالا کرنے سے جان چراتے ہوئے نظر آرہے ہیں یہ ان کی سخت غلطی ہے میں ان کو متنبہ کرتا ہوا زور دار لہجہ میں آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی انفرادی اصلاحی جدوجہد کے ساتھ اجتماعی تقویت زیادہ سے زیادہ عمل میں لائیں ہرگز ہرگز اس میں غفلت اور سہل انگاری کو راہ نہ دیں ورنہ سخت خطرات سے دوچار رہیں گے اور اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ جمعیت علماء کے نظام کو زیادہ سے زیادہ مستحکم اور مضبوط بنائیں۔"

واللہ المستعان — ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ ۲۶ جون ۱۹۷۰ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان مغربی

ہدیہ ۵۰ پیسے
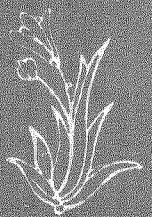
احادیث الرسولؐ

مرتبہ
قاری فیوض الرحمٰن

○ اسلام کا خلاصہ ○ اصل امیری
○ طہارت جزوِ ایمان ہے

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ (مسلم)
اَلدِّیْنُ - دین اسلام ، اَلنَّصِیْحَۃُ
خلوص و وفاداری ، بھلائی
ترجمہ : دین نام ہے خلوص و وفاداری کا -

تشریح یہ حدیث بھی جوامع الکلم میں سے ہے امام نوویؒ نے لکھا ہے :-

"دین کے کل مقاصد اس میں آ گئے اور اس پر عمل کر لینا گویا دین کے پورے منشار کو ادا کر دینا ہے کیونکہ دین کا کوئی شعبہ اور کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو اس حدیث کے مضمون سے باہر رہ گیا ہو۔"

یہ پوری حدیث کا ایک ٹکڑا ہے - پوری حدیث سے معنی بالکل واضح ہو جاتے ہیں - ہم (صحابہؓ) نے عرض کیا کہ :

"کس کے ساتھ خلوص و وفاداری ؟"

آپؐ نے فرمایا :

"اللہ کے ساتھ ، اللہ کی کتاب کے ساتھ ، اللہ کے رسول کے ساتھ ، مسلمانوں کے سرداروں پیشواؤں کے ساتھ اور ان کے عوام کے ساتھ۔"

اس پوری حدیث میں اللہ ، اللہ کی کتاب (قرآن) اللہ کے رسول (محمدؐ) (صلی اللہ علیہ وسلم) امت کے امام و ملت کے پیشوا اور عوام مسلمانوں کے ساتھ خلوص و وفاداری کو دین بتایا گیا ہے اور یہی کل دین ہے ، اللہ کے ساتھ وفاداری یہ ہے کہ اسے جانا جائے اور اس کی بات مانی جائے اور بندگی کا حق ادا کیا جائے - کتاب اللہ کے ساتھ وفاداری یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے ، اس کی عظمت کا حق ادا کیا جائے ، اس کا علم حاصل کر کے اسے پھیلایا جائے اور اس پر عمل کیا جائے -

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ خلوص و وفاداری یہ ہے کہ ان کی تصدیق کی جائے ، تعظیم و تکریم کی جائے ، ان سے ان کی پیاری تعلیمات اور ان کے پیارے طریقوں (سنتوں) سے محبت کی جائے اور دل و جان سے ان کی پیروی و غلامی میں اپنی نجات سمجھی جائے -

مسلمانوں کے سرداروں کے ساتھ خلوص و وفاداری یہ ہے کہ ان کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ان کی مدد کی جائے - ان کے ساتھ نیک گمان رکھا جائے - اگر ان سے کوئی غفلت اور غلطی ہوتی نظر آئے تو بہتر طریقہ پر اس کی اصلاح و درستی کی کوشش کی جائے - اچھے مشورے دئے جائیں اور معروف کی حد تک ان کی بات مانی جائے -

اور عام مسلمانوں کے ساتھ خلوص و وفا یہ ہے کہ ان کی ہمدردی اور خیر خواہی کا پورا پورا خیال رکھا جائے ان کا نفع اپنا نفع ، ان کا نقصان اپنا نقصان سمجھا جائے ، جائز اور ممکن خدمت کی جائے -

غور فرمائیے کہ دین کے تمام شعبوں کو ان مختصر الفاظ میں کس طرح ادا کر دیا گیا ہے اور اس پر عمل کرنا گویا پورے دین پر عمل کرنا ہے -

اصل امیری

اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ - (بخاری و مسلم)

"غنا" کے معنی بے نیازی اور امیری کے ہوتے ہیں - اس لحاظ سے غنی مالدار کو کہتے ہیں - نفس - دل -

ترجمہ : اصل امیری دل کی امیری ہے -

تشریح یہ حدیث بھی ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے - پوری حدیث کا ترجمہ یہ ہے - آپؐ نے فرمایا -

"دولت مندی مال و اسباب سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اصل دل کی بے نیازی ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا -

" اَلْغِنٰی فِی الْقَلْبِ وَالْفَقْرُ فِی الْقَلْبِ "

اصل دولت دل کے اندر ہوتی ہے اور اصل فقیری بھی دل ہی میں ہوتی ہے - حقیقت یہی ہے کہ تونگری اور محتاجی خوشحالی اور بدحالی کا تعلق روپیہ پیسہ سے زیادہ آدمی کے دل سے ہے - اگر دل غنی اور بے نیاز ہے تو آدمی خوشحال ہے اور اگر دل حرص و لالچ میں گرفتار ہے تو دولت کے ڈھیروں کے باوجود وہ خوشحالی سے محروم اور محتاج و پریشان حال ہے - حضرت شیخ سعدیؒ کا مشہور قول ہے :

"تونگری بدل است نہ بہ مال"

طہارت جزوِ ایمان ہے

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ - (مسلم شریف)
اَلطُّھُوْرُ - پاکیزگی - شَطْرٌ - آدھا حصہ -
ترجمہ : پاکیزگی جزوِ ایمان ہے -

تشریح اسلام ظاہری اور باطنی صفائی پر زور دیتا ہے - پانچ وقتہ نماز میں پانچ وقت وضو کرنا اور ناپاکی کی صورت میں غسل کرنا فرض کیا گیا ہے - اور یہ تعلیم دی ہے کہ وضو اور غسل میں ہر بار تازہ پانی استعمال کیا جائے - اس کے برعکس صفائی کے علمبردار اور تہذیب نو کے دعویدار اہل امریکہ و برطانیہ اصل طہارت کے مفہوم سے ناواقف ہیں - وہ ایک ہی ٹب میں داخل ہو کر غسل کرتے ہیں - ٹب اسی وقت ناپاک ہو جاتا ہے - جب یہ ناپاک انسان اس میں داخل ہوتے ہیں تو وہی ناپاک پانی کبھی ان کے منہ اور آنکھوں میں جاتا ہے جسے وہ صفائی کا نام دیتے ہیں -

اصل طہارت و پاکیزگی وہ ہے جس کا اسلام نے حکم دیا ہے - قرآن مجید

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

۲۶ جون ۱۹۷۰ء

جلد ۱۷

شمارہ ۶

فون نمبر ۶۷۵۳۵

مندرجات

خدام الدین کا مسلک و مؤقف

گمراہ کن اور نفرت انگیز مہم بند کی جائے

مرکزی جمعیۃ کے ترجمان ہفت روزہ صوت الاسلام لاہور نے ۱۲ جون ۱۹۷۰ء شمارہ ۴۷ میں "خدام الدین کی دریدہ دہنی" کے عنوان سے ایک نوٹ شائع کیا ہے جس میں لکھا گیا ہے :-

خدام الدین کبھی اپنی پاک و صاف تحریروں اور مضامین کے لئے مشہور تھا مگر حالات کے دھارے کے آگے اس کے بند بھی ٹوٹ گئے۔ مولانا لاہوریؒ کا لگایا ہوا یہ پودا بھی سوشلسٹوں نے اکھاڑ کر سوشلزم کے باغ میں لگا دیا۔ ۲۸ مارچ کی اشاعت میں صـ۱۲ پر خدام الدین رقمطراز ہے :-

"افسوس کہ مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان کارنامے اور ان کے بلندترین سوشلزم کی قدر نہ کی، عرب کے بزرگ سوشلسٹ نے رنگ و نسل کے تفرقہ کو مٹا دیا تھا اور اشتراکیت کا، سیاسیات کا، معاشیات کا پہلو یہاں تک نمایاں کر دیا تھا۔" "نقل کفر کفر نباشد"۔

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
اب تبلیغ کی کوئی کسر رہ گئی ہے

خدام الدین کی خدمتِ دینی یہی ہیں؟ کیا اس واضح تحریر میں کوئی تاویل کی جا سکتی ہے؟

ہم خدام الدین کے اس انکشاف پہ حیران ہیں، کیا واقعی مولانا احمد علی لاہوریؒ کی مسند پر بیٹھنے والے یہاں تک آپہنچے ہیں!

(ہفت روزہ صوت الاسلام صـ۹ ۱۲ جون ۷۰ء)

مرکزی جمعیۃ (کراچی گروپ) کے ترجمان کا یہ چوتھا شمارہ ہے جس نے جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں کو بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ اب جانشین شیخ التفسیرؒ مولانا عبیداللہ انور اور خدام الدین کے خلاف بھی نفرت انگیز مہم شروع کر دی ہے۔

اس ہفتگی جریدے کے مدیر جناب مشرف علی تھانوی فرزند مفتی جمیل احمد صاحب سے ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ وہ دجل و تلبیس کے اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئیں گے۔ انہوں نے اگر خدام الدین کے سابقہ شماروں کی ورق گردانی کر کے قابلِ اعتراض تحریریں تلاش کرنا ہی تھیں تو انہیں وہ پرچہ بھی دیکھنا چاہئے تھا جس میں اس قسم کی تحریروں کی تردید کر کے شکوک و شبہات رفع کر دیئے گئے تھے۔ لیکن جب مقصود ہی کسی کو بدنام کرنا ہو تو پھر اس طرح کی زحمت کون اٹھائے۔!

اس ہفتگی کے مدیر محترم نے حوالہ میں جس اخلاقی دیانت کا ثبوت دیا ہے وہ یہ کہ ۲۸ مارچ کے ساتھ سن تحریر نہیں کیا ہے تاکہ لوگوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ اسی سال کا شمارہ اور اسی دور کا پرچہ ہے جن دنوں "اسلام اور سوشلزم" کے عنوان پر بحث جاری ہے۔ اور اس طرح کی تحریریں خدام الدین کی نئی ادارت کی مرہون منت ہیں۔ انہیں حوالہ کے ساتھ بتانا چاہئے تھا کہ یہ کس سال کا شمارہ ہے اور ان دنوں اس کا ایڈیٹر کون تھا جس سے قارئین بآسانی یہ فیصلہ کر لیتے کہ حضرت لاہوریؒ کا لگایا ہوا یہ پودا کب سے سوشلسٹوں کے باغ میں آیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بالا شمارہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء کا ہے ان دنوں ڈاکٹر مناظر حسین نظر (ہومیوپیتھک) اس کے ایڈیٹر تھے۔ انہوں نے بغور مطالعہ کئے بغیر ایم عبدالرحمان لدھیانوی شیخوپورہ کا مضمون خدام الدین میں شریک اشاعت کر دیا۔ اس مضمون کے مندرجات میں الجھاؤ اور خلطِ مبحث موجود ہے۔ اور مفہوم حقیقی آسانی کے ساتھ سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

یکم اگست ۱۹۶۹ء کے شمارہ سے جب راقم الحروف نے خدام الدین کی ادارت سنبھالی تو اس مضمون کے علاوہ حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب کی طرف منسوب

۱۹۶۲ء کے ایک خطبہ کے قابلِ اعتراض پہلوؤں کا تذکرہ بھی پہلے سے موجود تھا چنانچہ نئی مجلس ادارت کے نام جب قارئین کے بہت سے خطوط آئے تو حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کی خدمت میں صورت حال پیش کی گئی حضرت نے فرمایا کہ میری طرف منسوب خطبے کے مندرجات کی طرف جب میری توجہ مبذول کرائی گئی تھی تو سابق ایڈیٹر صاحب سے تردید کی بابت کہہ دیا گیا تھا لیکن نہ معلوم اس میں تساہل اور غفلت سے کیوں کام لیا گیا۔ جہاں تک دوسرے مضمون کا تعلق ہے اس کا مجھے علم نہیں ہے ان دونوں قابل اعتراض مضامین کے مندرجات سے اظہارِ برأت کر کے خدام الدین کی پالیسی واضح صورت میں پیش کرنی چاہئے تاکہ ان تحریروں کی وجہ سے کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ ہو اور اسلام کے پاکیزہ نظریات میں باطل کی آمیزش کا تصور ہی پیدا نہ ہو سکے۔

چنانچہ حضرت مولانا عبید اللہ انور کے حسب ارشاد خدام الدین مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۹ء جلد ۱۵ شمارہ ۲۴ میں ”خدام الدین کی پالیسی ٥ ایک ضروری وضاحت“ کے عنوان سے ایسی تمام تحریروں سے برأت کا اظہار کر دیا گیا اور گذشتہ فروگذاشت پر خداوندِ قدوس کے حضور معافی مانگتے ہوئے آئندہ کے لئے عرض کر دیا گیا تھا کہ انسان سے سہو و خطا کا صدور ہر لحہ ممکن ہے۔ حضرات قارئین جب کبھی ہماری کوئی فروگذاشت دیکھیں تو فوراً مطلع کریں ہم انشاء اللہ بر وقت تدارک کریں گے اور اسلام کے صاف و شفاف چہرے پر کسی قسم کی میل نہ آنے دیں گے۔

خدام الدین کا وہ مضمون اسی اشاعت میں بار ثانی پیش کیا جا رہا ہے تاکہ خدام الدین کے مبنی بر حق موقف کا اندازہ لگایا جا سکے۔

جہاں تک (مرکزی جمعیۃ کراچی گروپ) کے ترجمان ہفت روزہ صوت الاسلام کی نفرت انگیز مہم کا تعلق ہے اس سلسلہ میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ خدام الدین کے جو مندرجات انہوں نے پیش کئے ہیں وہ نہ تو ادارہ خدام الدین کی تحریر ہے اور نہ ہی ایم عبدالرحمن لدھیانوی کی بلکہ یہ ایک مشہور مؤرخ گبن کی رائے ہے جس کے الفاظ درج کئے گئے ہیں جن کے آخر میں اس ہفتگی نے خود ہی ”نقلِ کفر کفر نباشد“ کے الفاظ بھی تحریر کر دئے ہیں۔

قارئین کرام! ان تمام تحریروں کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کا ضرور فیصلہ کر لیں گے کہ خدام الدین کی تحریریں پہلے کی طرح اب بھی پاک و صاف ہیں اور حضرت لاہوریؒ کا لگایا ہوا پودا اسلامی گلشن ہی میں مہک آفریں ہے اور اپنی عطر بیزیوں سے پورے ماحول کو مشامِ جاں بنا رہا ہے۔

ادارہ خدام الدین نے مرکزی جمعیۃ (کراچی گروپ) کے رہنماؤں کا ہمیشہ ادب و احترام کے ساتھ تذکرہ کیا ہے اور ان کے مؤقف کو اپنی تائید و حمایت ہی میں پیش کیا ہے لیکن اس کے برعکس ان کے ترجمان کا یہ دجل آمیز انداز صداقت و شرافت کے سراسر منافی ہے۔

ہماری اب بھی یہ رائے ہے کہ جمعیۃ کے مرکزی رہنماؤں کی مشاورت اور معلومات کے بغیر ہی اس پرچے نے یہ طرزِ عمل اختیار کر لیا ہے اور اس میں بھی کسی شریر الطبع کا ہاتھ کارفرما دکھائی دیتا ہے۔ ورنہ اس جماعت کے رہنماؤں پر جب حقیقت و صداقت منکشف ہوگی تو وہ ضرور نادم ہو کر اظہارِ تاسف کریں گے

★

آئینِ شریعت کانفرنس

حافظ نور محمد انورؔ

ہو رہا ہے اجتماعِ ارتقاء لاہور میں
اے مسلماں اُٹھ ذرا تو جلد آ لاہور میں

عالمانِ دینِ حق اور شاعرِ شیریں بیاں
نعرۂ حق کی لگائیں گے صدا لاہور میں

نعرۂ تکبیر سے پھر گونج اٹھے گی فضا
دینِ قیّم کا علَم لہرائے گا لاہور میں

چڑھ کے منبر پہ پکاریں گے محبّانِ وطن
دیکھنا باطل کو تم، تھرّائے گا لاہور میں

اس مقدس اجتماع میں اہلِ حق کے قافلے
دیکھ کر سارا جہاں آ جائے گا لاہور میں

دینِ حق کی سربلندی اور عظمت کے لئے
بے گماں آئیں گے مردانِ خدا لاہور میں

ہے ہمارا مدعا اسلام کا دستور ہو
منعقد یہ اس لئے جلسہ ہوا لاہور میں

وردِ ملت حبِ دیں کا قلب میں جذبہ لئے
آئیں گے پیر و جواں سب رہنما لاہور میں

عزم و استقلال سے ہے ڈٹ گیا ہر مردِ حق
ہو گیا اللہ کا لطف و عطا لاہور میں

اس مقدس اجتماع کے جبکہ ہیں انورؔ[1] امیر
کیوں نہ پھر اس اجتماع کا ہو مزا لاہور میں

داعیانِ حق کا یہ اجلاس انورؔ دیکھ کر
اک حسیں منظر نظر پھر آئے گا لاہور میں

---

[1] حضرت مولانا عبید اللہ انور

مجلسِ ذکر

ایمان بہت قیمتی سرمایہ ہے

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم　　مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ،
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

فَاذْکُرُوْنِیْۤ اَذْکُرْکُمْ (البقرہ ۱۵۲)

ترجمہ:- پس مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

یہ حلقۂ ذکر قادری سلسلہ کا ہے۔ جس طرح چار فقہی مکاتبِ فکر ہیں۔ حنفی شافعی، مالکی اور حنبلی اس طرح چار سلاسلِ طریقت قادری، چشتی، سہروردی اور نقشبندی بھی ہیں جو سب کے سب قابلِ رشک ہیں اور اللہ کی رحمتوں کے سرچشمے ہیں ہمارا ذکر جب شروع ہوتا ہے تو سب سے پہلے بتی گل کر دی جاتی ہے تاکہ اللہ کی طرف رجحان تام ہو۔ ذکر ہلکی سی آواز سے کیا جاتا ہے جس سے نیند بھی نہیں آتی اور توجہ بھی نہیں بٹتی۔ مقصود رضائے الٰہی ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ——— پڑھ کر سب سے پہلے ہم گیارہ دفعہ سورتِ اخلاص پڑھتے ہیں، پھر ہاتھ اٹھا کر سید الطائفہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ پُر فتوح کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور مندرجہ ذیل تین دعائیں کی جاتی ہیں ۱ اے اللہ تو ہمیں اپنا شوق نصیب فرما ۲ اے اللہ! تو ہمیں اپنا نام نصیب فرما ۳ اے اللہ! ہم سے وہ کام کرا جن میں تو راضی ہو۔ اس کے بعد ذکر شروع کیا جاتا ہے اور تسبیح کے دانے ساتھ ہی پھیرنے شروع کر دیئے جاتے ہیں اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط تین دفعہ پورا کلمہ شریف پڑھنے کے بعد پھر فقط لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ زبان سے کہا جاتا ہے دس تسبیح اس کلمہ کی پھیری جاتی ہیں۔ تسبیح سے اشارہ ہوتا ہے تو پھر دوسرا حصہ یعنی اِلَّا اللّٰہ کا ذکر شروع ہوتا ہے اس کی بھی دس تسبیح پھیری جاتی ہیں اور پھر اشارہ ہوتا ہے تو اَللّٰہُ کا ذکر شروع ہوتا ہے اس کی بھی دس تسبیح ہوتی ہیں پہلی تین مرتبہ جَلَّ شَانُہٗ کا لفظ بھی ساتھ کہا جاتا ہے۔ بعد میں صرف اللہ کا ذکر ہوتا ہے اس کے بعد ھُو کا ذکر ہوتا ہے اس کی بھی دس تسبیح پھیری جاتی ہیں ذکر ختم ہونے کے بعد گھٹنے کھڑے کر کے بایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھ کر ان پر سر رکھ کر مراقبہ کیا جاتا ہے۔ سِرًّا یعنی بغیر آواز کے اللہ تعالیٰ کے اسم ذات اَللّٰہُ کی ضرب لطیفۂ قلبی پر ۳ یا ۵ یا ۷ یا ۹ مرتبہ لگائی جاتی ہے اور پھر پورا کلمۂ طیبہ جس سے ذکر شروع کیا گیا تھا پڑھ کر اسی پر ذکر کا اختتام ہوتا ہے اور پھر دعا کی جاتی ہے۔

ذکر کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ اصلاحِ حال کے لئے کچھ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ انہی کے اتباع میں یہ سیہ کار بھی کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہے آج جو آیت کا چھوٹا سا ٹکڑا تلاوت کیا گیا ہے اس میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو! تم مجھے یاد کرو، میرا ذکر کرو، میں تمہیں اپنی عنایات سے نوازوں گا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ (الرعد ۲۸)

ترجمہ:- خبردار! اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اولاد، دولت یا وجاہت میں اطمینان قلب ہوتا ہے یا پھر مرغوبات، لذات و شہوات میں چین ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں چین اور اطمینان قلب میری یاد میں ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اگر آپ کا کسی دنیادار سے واسطہ پڑ جائے میاں کا میاں سے اور بیوی کا بیوی سے اور اگر بے تکلفی ہو جائے اور اندر کے حالات معلوم ہو جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ چھلنی میں اتنے چھید نہیں ہوں گے جتنے ان کے دلوں میں ہوں گے۔ حضرت کے وصال کے بعد اب مجھے ایسے دنیا داروں سے واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ حضرت رحؒ کا ارشاد گرامی حرف بہ حرف صحیح ہے۔ دنیا میں ایسے ایسے نادار لوگ بھی ہیں کہ جن کو پیٹ بھر روٹی بھی میسر نہیں۔ لیکن خدا کی یاد سے دل روشن ہے اور دوسری طرف ایسے ایسے دولت مند بھی ہیں کہ جن کے کارخانیوں کے پھیلے ہوئے ہیں کہ ان کا رقبہ ہی ختم ہونے کو نہیں آتا۔ دولت کا شمار ہی کوئی نہیں ہے۔ آخر کتنا کھا لیں گے، کتنا پہن لیں گے، تمام ضروریات پر خوب دل کھول کر جس قدر چاہیں صرف کر لیں پھر بھی اس قدر مال ہے کہ جس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے لیکن حال یہ ہے کہ ان کے دادا، پردادا سے لے کر اولاد تک سب پر حج فرض تھا اور اب بھی ہے۔ مگر آج تک ادا کرنے کی توفیق نہیں ہے۔ زکوٰۃ فرض ہے مگر ادائیگی کی توفیق نہیں ہے۔ اور ادھر سیاسی پارٹیوں کو ایک ایک لاکھ روپے کا چندہ دیتے۔ اب ایسے لوگوں کو اطمینان قلب حاصل ہو تو کیونکر ہو؟ ان کے اندرونی معاملات معلوم کیجئے تو آپ حیران ہوں گے کہ واقعی چھلنی سے زیادہ چھید ہوں گے۔ میں کہا کرتا ہوں ایک ادنیٰ چپڑاسی اگر مسلمان ہے اور خدا کی یاد سے اس کا دل روشن ہے تو وہ ماؤزے تنگ، کوسیگن، ولسن، نکسن وغیرہ کی مجموعی دولتوں اور ان کے مجموعی اختیارات حاصل ہونے سے بدرجہا افضل ہے کیونکہ اس کے لئے یہ دنیا کی زندگی میں جو تنگی یا عسرت ہے یہ تو بہر حال چند روزہ ہے۔ ختم ہو ہی جائے گی۔ بالآخر اس کے لئے ابد الآباد کے لئے جنت ہے اور یہ دنیاوی وجاہتیں، دولتیں، حکومتیں اور اختیارات بھی قبر سے ورے ورے ہی ہیں۔ بالآخر ابد الآباد کے لئے جہنم ہے۔

سحور کے وقت جاگا کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی التجائیں، اور

دعائیں پیش کیا کریں۔ بڑی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ رحمت خداوندی جوش میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوتی ہے کہ ہے کوئی اولاد رزق یا کچھ اور بخشش مانگنے والا کہ میں اس کا دامن مراد بھر دوں؟ اس وقت بندہ اپنے مولیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ اگر اپنی درخواست پیش پیش کرے تو انشاءاللہ مراد پاکر ہی لوٹے گا حضرت دین پوریؒ نے یہ شعر اپنے دروازے پر لکھوا کر لٹکا رکھا تھا۔

ہر کہ وقت صبحدم در یاد حق بیدار نیست
او محبت راچہ داند لائق دیدار نیست

دین کی تعلیم اور تبلیغ ہمارے ذمّے تھی وہ ہم نے چھوڑ دی اور اُدھر یہ ہے کہ عیسائی مسلمانوں کو اسلام سے ہٹا کر عیسائیت میں داخل کر رہے ہیں وہ اپنی سالانہ روئدادیں شائع کرتے ہیں کہ اس سال ہم نے اتنے مسلمانوں کو عیسائی بنایا۔ انہوں نے مشن ہسپتال، مشن کالج اور مشن سکول کھول رکھے ہیں اور طرح طرح سے ہماری قوم کو دین سے بیگانہ کر رہے ہیں حالانکہ فرض ہمارا تھا کہ ہم اکنافِ عالم میں جاکر بھٹکی ہوئی مخلوقِ خدا کو راہِ راست پر لاتے۔ مرزائی ایک ایک بچے کو اعلیٰ تعلیم دلواتے ہیں اور ہمارا یہ حال ہے کہ اپنے بچوں کو نماز تک نہیں پڑھاتے۔ میرے پاس ایک شخص آیا کہ فلاں تکلیف ہے تعویذ دے دیجئے۔ میں نے کہا کہ فلاں آیت اتنی مرتبہ فلاں نماز کے بعد پڑھا کرو انشاءاللہ تکلیف رفع ہو جائے گی۔ اس نے کہا جی نہ آیت آتی ہے اور نہ ہی نماز کبھی پڑھی ہے اندازہ لگائیے ؏

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

آخری گزارش یہ ہے کہ آج کل صحابہ کرام، خلفاء راشدین اور اہل اللہ پر طرح طرح کی نکتہ چینیاں ہو رہی ہیں ایسے دور میں اپنا ایمان بچانا لازم ہے قبر سے* ورے ورے ہر وقت خطرہ ہے قبر تک ایمان کی حفاظت لازمی ہے چار آنے کا گوشت لیتے ہیں تو اس کو چیلوں اور کوؤں سے بچاتے ہیں ایمان تو بہت ہی قیمتی سرمایہ ہے اس کی حفاظت بدرجہ اولیٰ فرض ہے۔ دجالوں اور ایمان کے ڈاکوؤں سے اپنی حفاظت کیجیے اہل حق کے ساتھ وابستگی کو غنیمت جانیے

حضرت دینپوری ثانی مدظلہٗ کی نصیحتیں

جانشینِ سلطان العارفین حضرت مولانا الحاج میاں عبد الہادی صاحب مدظلہٗ المعروف بہ حضرت دینپوری ثانی آج کل پولنی ویلا، بھوربن، نزد گاف ہوٹل، مری میں مع اپنے خدام کے قیام فرما ہیں۔ آپ کی زیارت کے لئے حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کی قیادت میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے متوسلین حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ نے چند نصیحتیں فرمائیں جن کو سب نے بگوشِ ہوش سنا اور اکثر حاضرین اشکبار ہو گئے۔ چند منٹ کی وہ ناقابلِ فراموش صحبت ہماری زندگی کا حاصل ہے۔

(محمد عثمان غنی)

۱۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے قاری محمد ایوب صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام تحصیل مری کو حضرت دینپوری کی خدمت میں پیش فرمایا۔ اور بتایا قاری صاحب موصوف جمعیۃ کا کام اپنے ذمّے لئے ہوئے ہیں ان کے لئے دعا فرمایئے۔ حضرت دینپوری مدظلہ نے فرمایا جمعیۃ کی خدمت بہت اونچا کام ہے۔ استقلال سے کام کرو اور اخلاص کو ہر حال میں ملحوظ رکھو۔ اگر اخلاص نہیں تو کچھ بھی نہیں —— اخلاص سے چھوٹا سا کام بھی مفید ہے اور اخلاص نہ ہوا تو نماز جیسا عمل بھی وبالِ جان بن جائے گا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایک شہید، ایک سخی اور ایک عالم حاضر ہو کر اپنی اپنی شہادت، سخاوت اور علمی خدمات کا واسطہ دے کر بخشش طلب کریں گے۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ تمہارے اعمال میں اخلاص نہ تھا۔ بلکہ تمہیں شہرت مقصود تھی کہ تمہیں لوگ بہت بڑا بہادر، سخی اور عالم کہیں سو وہ مقصد تمہیں دنیا میں حاصل ہو چکا۔ اب تمہاری سزا جہنم ہے —— اخلاص بے حد ضروری ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کا کام کرتے جاؤ۔ کامیابی یا ناکامی کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے۔ یہ دعا پڑھتے رہا کرو۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

۲۔ اس کے بعد حضرت دین پوری مدظلہٗ حضرت لاہوریؒ کے دیگر خدام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ حضرتؒ کے ساتھ نسبت بہت اونچی نسبت ہے۔ اُن کی روح پر فتوح اعلیٰ علّیین میں ہے۔ اگر آپ لوگ اچھے اعمال کریں گے تو ان کی روح کو انبساط حاصل ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ آپ لوگ بداعمالیوں میں پڑ گئے تو یقیناً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو قلق ہوگا —— آپ لوگوں کو مل کر مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کیونکہ ہمارا آپ کا تعلق محض اللہ کے لئے ہے ورنہ آج کل تو بھائی بھائی کا نہیں ہے، بیٹا باپ کا نہیں ہے۔ اس خدائی تعلق کی خوشبو سے مجھے فرحت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت دین پوریؒ اور حضرت لاہوریؒ کے باغ کو اللہ تعالیٰ سرسبز و شاداب رکھے۔

میری یہ نصیحت یاد رکھو کہ سحری کو جاگا کرو۔ بڑی برکات حاصل ہوں گی۔ اس وقت مالکِ حقیقی کی طرف سے آواز آتی ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ میں اس کو بخشش دوں؟ ہے کوئی رزق کا متلاشی کہ میں اس کو رزق دوں؟ ہے کوئی اولاد مانگنے والا کہ میں اس کو اولاد دوں؟

جلیانوالہ باغ سے شیرانوالہ باغ تک

ظلم و تشدد کی ایک لرزہ خیز داستان

۱۹۱۹ء میں پہلی جنگ عظیم کے اتحادیوں نے ترکی سے صلح کی جو شرطیں طے کیں ان پر برصغیر کے مسلمانوں کے غم و غصے کی انتہا نہ رہی۔ خلافت کے خاتمے کے خلاف احتجاج کے لئے خلافت کمیٹی نے ایک پروگرام مرتب کیا۔ "قدرتاً" مسلمان حکمران قوم سے ٹکر لینے کے لئے تیار ہوتے تو گاندھی جی نے بھی مسلمانوں سے اظہار ہمدردی کیا اور مشترکہ دشمن یعنی انگریزوں کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک چلانے کی پیشکش کی۔ سرفروشی تو مسلمان کا شیوہ ہے۔ ہر خاص و عام سر سے کفن باندھ کر حکومت سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا۔ اس پوری تحریک میں جلیانوالہ باغ کا واقعہ حکمرانوں کے جبر و تشدد اور آزادی کے متوالوں کے ایثار قربانی و استقلال کے باعث یادگار بن گیا۔ رولیٹ ایکٹ کے تحت کسی کو اپیل کرنے کسی کو وکیل کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ بنیادی حقوق سلب کر لئے گئے تھے اس ایکٹ سے تمام شہروں میں ہیجان، بے چینی اور سنسنی پھیل رہی تھی۔ اس کے خلاف گاندھی جی نے اعلان کیا کہ ۶ر اپریل کو مکمل ہڑتال ہو گی اور اس ایکٹ کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ لیکن کسی غلط فہمی کی بنا پر دہلی میں ۳۰ر مارچ ہی کو عام ہڑتال ہو گئی جس میں بہت خون خرابہ ہوا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے فسادات تمام شہروں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلنے شروع ہو گئے اور تمام شہروں میں خون کی ہولی کھیلی جانے لگی۔

اعلان کے مطابق ۶ر اپریل کو تمام بڑے بڑے شہروں میں رولیٹ ایکٹ کے خلاف عام ہڑتال ہوئی۔ کانگریس پارٹی کے ایک رہنما ڈاکٹر سیف الدین کیچلو نے ۹ر اپریل کو امرتسر میں کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کا ایک خفیہ اجلاس بلایا۔ لیکن انگریزوں کی سی آئی ڈی کو اجلاس سے قبل ہی پتہ چل گیا۔ ۹ر اپریل کو امرتسر کے ڈپٹی کمشنر نے ڈاکٹر سیف الدین سے ان کی گرفتاری کے کاغذات پر دستخط لے لئے اور اور ان کو دھرمسالہ کے شہر میں نظربند کر دیا گیا۔ ان کے تین ساتھیوں کو تین گھنٹے تک ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں بٹھائے رکھنے کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ انہوں نے شہر میں ڈاکٹر سیف الدین کی گرفتاری کی اطلاع دی اور دیکھتے ہی دیکھتے شہر میں ڈاکٹر سیف الدین کی گرفتاری کے خلاف ہڑتال شروع ہو گئی۔

ہڑتالی امرتسر کے گول پارک میں جلسہ عام کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور ایک وفد ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا۔ ڈپٹی کمشنر کے بنگلے کے پاس ریلوے پل کے نزدیک انگریز فوجی بندوقیں تانے کھڑے تھے اس وفد کو آتا دیکھ کر ایک انگریز سپاہی نے آگے بڑھ کر ہاتھ کے اشارے سے وفد کے چند افراد کو بلایا اور کہا کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ گولی چلا دی جائے گی وفد نے ان سے کہا کہ ہم کسی جھگڑے فساد کے ارادے سے نہیں آئے بلکہ ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں ڈاکٹر سیف الدین کی رہائی کے لئے فریاد لے کر آئے ہیں۔ لیکن انگریز سپاہیوں نے اندھا دھند اور بہت بیدردی کے ساتھ گولی چلانا شروع کر دی جس سے بہت سے افراد ہلاک ہو گئے اس واقعہ کے بعد شہر میں لوٹ مار اور فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ تمام شہروں میں انگریزوں پر حملے شروع ہو گئے امرتسر میں مشتعل ہجوم نے انگریزوں کا نیشنل بنک، چارٹرڈ بنک، الائیڈ بنک اور ایک اور بنک لوٹ کر ان کے انگریز مینجروں کو ہلاک کر دیا۔ صورت حال قابو سے باہر ہوتی نظر آ رہی تھی لیکن آگ آہستہ آہستہ کم ہو گئی۔ ۱۰ر اپریل کو گاندھی جی کے کہنے پر ایک پرامن جلوس گرد بازار سے ہوتا ہوا سارے شہر کا چکر لگا کر ختم ہو گیا۔ یہ دن رام چندر جی کا جنم دن بھی تھا ہندو مسلمانوں کے اتحاد کا بہترین مظاہرہ تھا جو انگریزوں نے شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا۔

۱۱ر اپریل کا دن امن و امان سے گزر گیا۔ کسی شہر میں کوئی فساد یا ہڑتال نہیں ہوئی۔ لیکن دکانیں بند رہیں۔ ۱۲ر اپریل کو کانگریس کے ایک رہنما سوامی انو بھوانند بلند شہری نے فیصلہ کیا کہ ۱۳ر اپریل کو جلیاں والہ باغ میں جلسہ عام ہو گا۔ ہنس رام سلوترا جو کانگرس کمیٹی کے سیکرٹری تھے۔ انہوں نے اس فیصلے کی تائید کی اس جلسے میں فسادات کے مسئلے کو حل کرنے اور ہڑتال وغیرہ ختم کرنے کے سوال پر غور کیا جانے والا تھا۔ لیکن اس کی اطلاع بھی حکام کو بروقت پہنچ گئی اور اسی رات (۱۲ر اپریل کو) کرفیو کا اعلان کر دیا گیا۔ کانگریسی ڈھنڈورچی ڈھنڈورا پیٹ چکے تھے اس لئے کرفیو کے اعلان کے بعد رات کو کانگریس کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا۔ جس میں آدھے لوگوں نے اس جلسے کی مخالفت کی لیکن چند افراد اڑ گئے اور ان کا یہ کہنا تھا کہ یہ ہماری شکست ہو گی۔ آخر کار یہ فیصلہ کیا گیا کہ جلسہ ۱۳ر اپریل کو شام ۴ بجے ہو گا۔

۱۳ر اپریل بیساکھی کا دن تھا۔ لوگ جوق در جوق آ رہے تھے اور دو ہی بجے سے باغ بھرنا شروع ہو گیا۔ جلیاں والہ باغ ایک نشیبی علاقہ آہووالیاں امرتسر میں واقع ہے ویسے یہ اس زمانے میں بالکل ویران جگہ تھی۔ چٹیل میدان تھا اور کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں یہاں باغ ہوا کرتا تھا۔ یہ کسی سکھ سردار کی ملکیت تھی۔ اس باغ میں داخل ہونے کا صرف ایک چھوٹا سا راستہ تھا اور وہ بھی اتنا تنگ تھا کہ بیک وقت ایک سے زیادہ آدمی وہاں سے نہیں گزر سکتا تھا مغرب کی جانب ایک چھوٹا سا چبوترا تھا جہاں بیٹھ کر کانگریس کے لیڈر آپس میں صلاح مشورے کرتے تھے۔ یہ چھوٹا سا باغ لوگوں سے بھرا ہوا تھا جو بڑی بے چینی سے جلسہ شروع ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ اس باغ میں ایک اندازے کے مطابق پچاس ہزار کا مجمع تھا۔

جلسے کی صدارت بھی انوکھے انداز سے کی گئی۔ ڈاکٹر سیف الدین کیونکہ نظربند تھے اس لئے ان کی ایک تصویر میز پر رکھ کر اس سے اس جلسے کی صدارت کرائی گئی۔ اس جلسے میں کانگریسیوں نے

تقریریں کیں جن میں ملک عبد العزیز پنڈت جگتا ناتھ (ایڈیٹر روزنامہ درد) ڈاکٹر گل بخش راج لالہ کوٹ گل (لینڈ لارڈ) اور عبد المجید شامل تھے۔

جلسے کا آغاز ہوا لوگوں نے تقریریں کرنا شروع کیں جلسہ گاہ پرجوش اور گرما گرم تقریروں سے گونج رہی تھی۔ لوگ بڑی خاموشی سے تقریریں سن رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے بہت زور کی آندھی آئی اور ہزاروں چیل اور کوّے، جلسہ گاہ میں جمع ہو کر کائیں کائیں کرنے لگے۔ شاید یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ تھا کہ تم لوگوں پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ لوگ اٹھ کر بھاگنے لگے تو ایک مقرر نے کہا کہ اسی بل بوتے پر آزادی لینا چاہتے ہو کہ اتنی سی آندھی سے ڈر گئے۔ لوگ پھر اسی سکون اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ لیکن اس کے فوراً بعد ایک ہوائی جہاز جلیاں والا باغ کے اوپر چکر لگا کر چلا گیا تو پھر لوگ بھاگنا شروع ہو گئے۔ دوسرے مقرر نے بھی یہ کہہ کر لوگوں کو شرمندہ کیا کہ ایک ہوائی جہاز سے ڈر گئے۔ اس برتے پر آزادی مانگتے ہو۔

ہوائی جہاز کے جانے سے پندرہ ہی منٹ بعد گورکھوں کی فوج نے جنرل ڈائر کے حکم سے پوزیشن لی اور بغیر کسی انتباہ کے گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ ہر طرف خون بہنے لگا اس کے باوجود بہادروں نے میدان نہ چھوڑا۔ لیڈروں نے یہ کہہ کر لوگوں کو اطمینان دلانا شروع کیا کہ یہ لوگ ہم کو ڈرانے کے لئے خالی ہوائی فائرنگ کر رہے ہیں۔ لیکن فائرنگ کسی حال میں نہ رکی اور لاشوں پر لاشیں گرنا شروع ہو گئیں تو باغ میں بھگدڑ مچ گئی۔ اس وقت یہ عالم تھا کہ جیسے کسی پنجرے میں ایک پرندے کو بند کر کے اُسے مارنے کی کوشش کریں تو وہ ادھر ادھر بھاگنے لگتا ہے بالکل یہی منظر ۱۳ر اپریل کو مغرب کے وقت، جلیاں والا باغ کے جلسہ عام میں شرکت کرنے والے لوگوں کا تھا۔ ان کو بھاگنے کے لئے کوئی جگہ نہیں مل رہی تھی۔

شیرانوالہ باغ کا حادثہ

جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان کی مجلس شوریٰ نے ۲ر دسمبر کو جمعۃ الوداع کے موقع پر یوم احتجاج منانے کا اعلان کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ حکومت چونکہ اسلامی نظام نافذ کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اس لئے عوامی جذبات و احساسات کا مظاہرہ کرنے کے لئے یہ دن منایا گیا۔ جمعۃ الوداع پروگرام کے مطابق شیرانوالہ باغ کے وسیع میدان میں ادا کرنے کا اعلان کیا۔ کیونکہ لاہور میں آخری جمعہ کا سب سے بڑا اجتماع شاہی مسجد کے بعد شیرانوالہ باغ ہی میں انجام پاتا ہے۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ کے مریدین و معتقدین ہزاروں کی تعداد میں یہاں فریضۂ جمعہ ادا کیا کرتے ہیں پروگرام کے مطابق اعلان کیا گیا تھا کہ جمعۃ الوداع کی ادائیگی کے بعد نمازیوں کا ایک جلوس نہایت امن و سکون کے ساتھ دو دو کی ٹولیوں میں تقسیم ہو کر چلے۔ مظاہرین کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے چلیں اور ہر ایک کے ہاتھ میں پاکستان کا مطلب کیا، لا الٰہ الا اللہ کے بینر موجود ہوں۔

شیرانوالہ باغ میں جہاں نمازِ جمعہ ادا کرنا تھی سائبان اور قناتیں لگی ہوئی تھیں۔ یہ انتظام مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ تھا — نماز جمعہ جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور و امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے پڑھائی۔ ۲ بجے نماز ختم ہوئی۔ لوگ ابھی سنتیں اور نوافل ادا کر رہے تھے۔ مولانا عبید اللہ انور اور ان کے چند ساتھی حضرات جو اگلی صفوں میں موجود تھے وہ صفوں سے ذرا باہر آگئے تاکہ نماز سے فراغت کے بعد جلوس کو منظم کیا جا سکے۔

مولانا عبید اللہ انور کے ہاتھ میں ایک کتبہ تھا جس پر پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ تحریر تھا۔ اس کتبے کو مولانا عبید اللہ انور اور مشہور شاعر مرزا غلام نبی جانباز نے اٹھا رکھا تھا۔ ابھی یہ حضرات کھڑے ہی ہوئے تھے کہ محکمہ پولیس کے ایک افسر مسٹر شریف چیمہ نے لاٹھیاں برسانا شروع کر دیں اور کلمہ طیبہ کا بینر چھین کر پھاڑ دیا گیا۔ مولانا عبید اللہ انور کی داڑھی نوچی گئی، ڈھڈے مارے گئے، ناشائستہ گالیاں دی گئیں۔ پاؤں کی ٹھوکروں سے مولانا عبید اللہ انور کے پیٹ میں ضربات لگائی گئیں۔ پیٹ میں ٹھوکروں کے باعث مولانا انور کی انتڑیوں میں بل پڑ گئے۔ پیشاب کے ساتھ اور پیٹ سے خون آنے لگا۔ مولانا عبید اللہ انور اور آپ کے ساتھی روزہ سے تھے لیکن کسی نے پروا نہ کی۔

مولانا عبید اللہ انور کو بچانے کے لئے آپ کے خادم حاجی بشیر احمد، جانباز مرزا اور مولانا محمد ابراہیم خطیب انارکلی آگے بڑھے تو پولیس نے ان پر بھی لاٹھیوں کی بارش شروع کر دی۔ مولانا انور اور آپ کے بہت سے ساتھی زخمی ہو گئے۔ شیرانوالہ گیٹ کے مشہور ڈاکٹر ظفر الحق صاحب ایم، بی، بی، ایس جن کی عمر ۶۷ سال ہے وہ نماز ادا کر رہے تھے اور رکوع کی حالت میں تھے کہ پولیس کی لگاتار لاٹھیوں سے ان کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ زخمیوں اور نمازیوں کو پکڑ پکڑ کر پولیس نے گرفتار کرنا شروع کر دیا ہر طرف افراتفری پھیل گئی۔ لوگ چونکہ نماز کے لئے آئے تھے اس لئے خالی ہاتھ تھے اور ان کی نیت بھی کسی قسم کے تصادم کی نہ تھی۔ ان نہتے لوگوں کو بے تحاشا مارا گیا اور ٹرکوں میں لاد کر حوالات میں بند کر دیا گیا

مولانا عبید اللہ انور چونکہ زیادہ نڈھال ہو گئے تھے اس لئے انہیں جیل خانے سے لا کر میو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔

اس حادثہ سے پورے ملک میں ایک زبردست بے چینی پھیل گئی۔ سابق صدر مملکت محمد ایوب خاں کے خلاف نفرت کی جو چنگاریاں اندر ہی اندر سلگ رہی تھیں وہ شعلۂ جوالہ بن کر بھڑک اٹھیں۔ ملک بھر میں زبردست احتجاج ہونے لگا۔ تمام جماعتوں نے اس سانحہ کے خلاف سخت احتجاج کیا حتیٰ کہ صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کو مولانا عبید اللہ انور سے معافی مانگنا پڑی۔ ہائی کورٹ میں کافی عرصہ مقدمہ چلتا رہا اور بالآخر مولانا عبید اللہ انور نے اسلامی اخلاق حسنہ کا ثبوت دیتے ہوئے پولیس افسر مسٹر چیمہ کو معاف کر دیا۔ اور یہ مقدمہ واپس ہو گیا۔

اخبارات و رسائل کا آئینہ

جب علماءِ کرام اور دوسرے نمازیوں پر لاٹھی چارج کیا گیا

اور ـــــ سابق صدر مملکت محمد ایوب خان کو معذرت کرنا پڑی!

ملک کا سیاسی جمود ـــــ علماءِ کرام نے توڑا۔

دینی رہنماؤں پر لاٹھی چارج

جمعۃ الوداع کے مبارک روز ملک بھر کی مساجد میں جب فرزندانِ توحید پورے خضوع و خشوع سے نماز ادا کرنے اور پاکستان کی آزادی و سالمیت نیز فلسطین و کشمیر کی آزادی کے لئے دعائیں مانگنے کے بعد اپنے گھروں کو جا رہے تھے عین اس وقت صوبائی دارالحکومت میں شیرانوالہ دروازہ کے بعض معتمد علماء کرام پر پولیس نے جو بے دریغ لاٹھی چارج کیا ہے اس پر اکثر و بیشتر محب وطن حلقوں نے افسوس اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ ان علماء کرام کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ ملک میں اسلامی نظام حکومت کے مطالبہ پر زور دینے کے لئے قانون و ضوابط کی حدود میں رہتے ہوئے جلوس نکالنا چاہتے تھے وہ ہاتھوں میں اپنے مطالبات پر مبنی کتبے اٹھائے دو دو اور تین تین کی ٹولیوں سے جلوس ترتیب دے رہے تھے اور ابھی جلوس شروع نہیں ہوا تھا صرف چند ٹولیاں آگے بڑھی تھیں کہ انہیں صرف پندرہ سیکنڈ میں منتشر ہونے کا نوٹس دینے کے ساتھ ہی پولیس نے پولیس نے لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ اور اس طرح بے شمار نمازی بھی لاٹھی چارج کی لپیٹ میں آ گئے۔

ارباب اختیار و اقتدار یہ دعویٰ کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ ملک میں پُرامن طور پر اظہار رائے کی مکمل آزادی ہے۔ خود صدر مملکت نے ابھی گذشتہ دنوں اپنی ماہانہ نشری تقریر میں اور پھر ڈھاکہ کے اجتماع میں واضح طور پر یہ اعلان کیا ہے کہ عوام کو آئینی ذرائع سے حکومت تبدیل کرنے کی پوری آزادی ہے لیکن یہ امر انتہائی تکلیف دہ ہے کہ انتخابی سال کے آغاز سے ہی اظہار کے مختلف ذرائع کو مختلف طریقوں سے دبایا جا رہا ہے۔ اس وقت ملک کا شاید ہی کوئی شہر یا قصبہ ایسا ہو جہاں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسے، جلوسوں اجتماعات وغیرہ پر پابندیاں عائد نہ ہوں۔ ہم ہمیشہ صاف ستھری سیاست کے قائل رہے ہیں اور ہم نے ہلڑبازی کی ہمیشہ مذمت کی ہے لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ایک جلوس جو ابھی نکلا ہی نہیں (علماء کرام نے قانون و ضوابط کے اندر رہتے ہوئے ابھی جلوس کا آغاز ہی کیا تھا) کہ اسے منتشر کرنے کے لئے لاٹھی چارج کا حربہ اختیار کیا گیا ہے۔ اگر علماء کرام کسی مرحلہ پر قانون شکنی کے مرتکب ہوتے اور ہلڑ بازی کا مظاہرہ کرتے تو انہیں منتشر کرنے کے لئے کسی انتہائی اقدام کا کوئی جواز بھی تھا۔ جہاں تک قانون کا تعلق ہے اس میں بھی صرف مجرم سزا و تعزیر کے مستوجب سمجھے جاتے ہیں۔ جب تک کوئی شخص جرم کا ارتکاب نہیں کرتا اس وقت تک وہ گرفت و تعزیر سے آزاد ہی رہتا ہے۔ اگر قانون کی حدود میں رہتے ہوئے کوئی آواز بلند کرنا جرم ہے تو متعلقہ اربابِ اقتدار ہی بتائیں کہ ایوانِ حکومت تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے کون سا آئینی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے؟

صدر ایوب کا اظہارِ افسوس

صدر ایوب نے اپنی ماہانہ نشری تقریر میں دوسرے امور کے علاوہ اس واقعہ پر بھی افسوس کا اظہار کیا ہے جس سے بقول ان (صدر ایوب) کے علماء کرام کو تکلیف پہنچی ہے اور اس ضمن میں آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ "حکومت ہر عالمِ دین کی قدر کرتی ہے اور اس کے جذبات کا احترام کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ رنجش بھلا دی جائے گی اور حکومت اور علمائے کرام کے روابط باہمی عزت کے اصولوں پر ایک مرتبہ پھر استوار ہو جائیں گے۔"

ہمارے نزدیک یہ بات بجائے خود بڑی اہم بات ہے کہ صدر ایوب کو خاص واقعہ پر اظہارِ افسوس کی ضرورت محسوس ہوئی جو علمائے کرام کے لئے موجب تکلیف ہوا ہے۔ صدر نے اگرچہ اس واقع کا واضح تذکرہ مناسب نہیں سمجھا لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ اس واقعہ سے وہی المیہ مراد ہے جو علمائے کرام پر پولیس کے بے جا تشدد کے نتیجہ میں رونما ہوا۔ ہم اس واقعہ پر صدر ایوب کے اظہارِ افسوس کو اس بنا پر اہمیت دیتے ہیں کہ مقامی انتظامیہ نے سرے سے اس واقعہ کو درست تسلیم کرنا ہی ضروری نہیں سمجھا۔ صدر کے اظہار افسوس سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف تک کسی نہ کسی طرح صحیح صورتِ حال تفصیل کے ساتھ پہنچ گئی ہے جس پر موصوف نے کھلے دل سے معذرت طلبی اور علماء سے رنجش بھلا دینے کی اپیل کی ضرورت محسوس کی ہے۔

بہتر ہوتا اگر صدر ایوب اس معذرت خواہی کے منطقی نتیجہ کے طور پر علماء کے خلاف بے جا تشدد کے مرتکب سرکاری افسروں سے بازپرس بھی کرتے اور اپنی اسی ماہانہ نشری تقریر میں یہ اعلان بھی کر دیتے کہ لاٹھی چارج کے ذمہ دار افسروں کے خلاف ضروری کارروائی کی جا رہی ہے اس طرح وہ زخم شاید کسی نہ کسی حد تک ضرور مندمل ہو جاتے جن سے متاثر ہو کر صدر صاحب نے بذاتِ خود اس واقعہ پر اظہارِ افسوس ضروری تصور کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ نشری تقریر میں ذمہ دار افسروں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی کا کوئی اشارہ موجود نہیں ہے۔

جہاں تک صدر ایوب کی اس خواہش کا تعلق ہے کہ "حکومت اور علمائے کرام کے روابط باہمی عزت کے اصولوں پر ایک مرتبہ پھر استوار ہو جائیں گے" تو اس ضمن میں ہم سمجھتے ہیں کہ ان روابط کے بگاڑ میں اس خاص واقعہ کو بس اتنا ہی دخل ہے کہ علماء کی طرف سے اسلامی نظام کے مطالبہ کے جواب میں تشدد کیا گیا جس سے ان کے جذبات کو سخت صدمہ پہنچا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ روابط کی اصل بنیاد تو اسلامی نظام کے قیام کا مطالبہ ہے۔ اگر صدر ایوب یہ مطالبہ منظور کر لیتے ہیں تو علماء کو ان سے کوئی

ذاتی کد تو ہے نہیں کہ وہ پھر بھی برافروختہ رہیں اور پھر علمائے کرام کا معاملہ عام سیاست بازوں سے بھی یکسر مختلف ہے جو اپنے مطالبات سے زیادہ صدر ایوب کو اقتدار سے محروم کرنے پر مصر ہیں۔ علماء تو ہمارے خیال میں صرف یہ چاہتے ہیں کہ پاک سرزمین میں اسلام کا پاک نظام جاری و ساری ہو اگر یہ ہوسکے تو علماء کی طرف سے "چشم ما روشن دل ما شاد" کی پکار ہی سنی جائے گی۔ صدر ایوب کو مسئلہ کے اس پہلو پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے"۔ (وفاق لاہور)

علمائے سے معذرت

صدر محترم نے اپنی تقریر میں علماء کے جذبات مجروح کرنے والے ایک واقعہ پر بھی اظہارِ افسوس کیا ہے۔ غلطی کے اعتراف سے زیادہ انسانی عظمت کی کوئی دلیل نہیں ہوتی انتظامیہ کے کسی چھوٹے سے چھوٹے پرزے کی غلطی کی ذمہ داری بالآخر سربراہِ مملکت پر ہی ہوتی ہے ــــ صدر نے علماء کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ قابلِ ستائش ہیں۔ اگر صدر کے اس بیان کے بعد ان کی حکومت کی جانب سے اس واقعہ کی عدالتی تحقیقات کا حکم بھی دے دیا جائے اور زیادتی ثابت ہونے پر ذمہ دار اشخاص کو ان کے قصور کی سزا بھی دے دی جائے تو اس سے صدر کے وقار میں بھی اور اضافہ ہوگا اور انتظامیہ کو بھی مستقبل میں احتیاط اور اعتدال کے دائرے سے تجاوز نہ کرنے سبق ملے گا۔ (تعمیر راولپنڈی)

سانحہ لاہور

(اربابِ اختیار اور علماءِ دین سے)

بلا ادنیٰ تردّد، جمعۃ الوداع کے سانحہ پر ہمیں یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت مولانا عبیداللہ انور اور دوسرے علماء دین، نمازیوں، خواتین اور معمر بزرگوں اور بچوں پر جو ظلم ہوا وہ ایک مسلمان کے لئے خون کے آنسو بہانے کے لئے کافی ہے۔ ان سطور کا راقم اس وقت اس قابل نہیں کہ اس درد و کرب، اضطراب اور غم و اندوہ کا اظہار کرسکے جو اس سانحہ سے دل و دماغ پر طاری ہے۔ اور اس سے زیادہ جو اندیشے مستقبل کے متعلق لاحق ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ نے جلد ہی نعمت صحت و توانائی سے نوازا تو اپنی معروضات الفاظ و حروف میں منتقل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس وقت بسترِ علالت سے صرف اس بزمِ غم میں اس قدر عرض کرنا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ بایں اعتبار ناقابلِ تصوّر تھا کہ ہنوز اس ملک میں دینی قدروں اور علماء کا احترام ہر طبقے میں موجود ہے اور پرویز صاحب، فضل الرحمٰن صاحب فکر و نظر، طلوعِ اسلام، اشتراکیت کے علمبرداروں اور دوسرے ملحد طبقات کی مساعی کے باوجود اتنی شرم ہر طبقے میں بہرحال موجود ہے کہ وہ اسلام اور علماء اسلام کے خلاف برملا جسارت توہین نہ کرے۔

لیکن ایسا ہوا اور ہزاروں چشم دید شاہدوں کے سامنے ہوا۔ مولانا عبیداللہ صاحب ایسے علمبردار امن ہی نہیں، مجالس ذکر کے ہیرو کے جسم پر لاٹھیاں ہی نہیں برسیں ان کو بوٹ کی ٹھوکروں سے مارا گیا اور انہیں کئی روز تک خون کی قے آتی رہی۔

یہ واقعہ شرمناک بھی ہے اور عبرت انگیز بھی۔ اور ہم بلا تامل کہتے ہیں کہ جن افراد نے یہ کمینہ اور ذلیل حرکت کی ہے خواہ وہ حکومت کی نگاہ میں کچھ ہی کیوں نہ ہوں، قانون و اخلاق کے علاوہ خود سیاسی اعتبار سے بھی صدر ایوب کے بدترین دشمن ہیں اور ان کے اس ایک ہی غلط اور ظالمانہ اقدام سے صدر مملکت اور مسلم لیگ کے خلاف ایسی فضا پیدا ہو گئی ہے جو شاید کئی ماہ کے جلوسوں سے پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔

بہر حال یہ پہلو اتنا نمایاں ہے اور ملک بھر میں عید کے خطبات نے جو کام کیا ہے، اس کی اہمیت سے سی، آئی، ڈی اور انٹیلی جنس بیورو ہی نہیں اوپر کے اصحاب بھی غافل نہیں ہوں گے۔

اس کی تلافی کیسے ہو ـــــــ؟ ہمارا خیال ہے راستہ غلط اختیار کیا گیا ہے ــ چند تردیدی بیانات سے کچھ نہ بن سکیگا۔ پالیسی بدلنی چاہئے اور یکسر تبدیل کئے بغیر کوئی ذریعہ نجات ممکن نہیں۔

علماء دین بالخصوص جمعیت العلماء اسلام کے واجب الاحترام قائدین سے یہ عرض کرنا ہے کہ ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر وہ اس پالیسی کا اعلان کریں کہ

- ان کا مقصد اسلام کے اقتدار کے سوا کچھ نہیں۔
- وہ اقتدار نہیں چاہتے اسلامی شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں۔
- ان کا اتحاد صرف اور صرف ان لوگوں سے ہو سکتا ہے جو بغیر کسی اضافے اور کمی کے "اسلام" ہی کے قائل ہوں، اسلامی سوشلزم، اسلامی جمہوریت اور اسلامی قومیت قسم کی کوئی چیز انہیں قبول نہیں۔ اسلام کسی مزید اضافے اور ٹنگ بندی کا متحمل نہیں اور "اسلامی سوشلزم" کا معنیٰ "اسلامی شرک"، اسلامی قحبہ گری، اسلامی کفر قسم کے ملغوبوں کی طرح حرفِ باطل کی طرح مٹا دیئے جانے کے لائق نہ کہ مستحق تعاون و استعانت۔

ہم ان ہر دو مختصر اشارات پر اکتفا کرتے ہیں۔ واللہ یحفظنا و یوفقنا لما یحبہ و یرضاہ

(ہفت روزہ المنبر لائلپور)

پشاور میں

جمعیت العلماءِ اسلام کا عظیم الشان جلوس

اسی سرور میں پوشیدہ موت بھی ہے تیری
تیرے بدن میں اگر سوزِ لا الٰہ نہیں

مارشل لاء کے بعد سیاسی زندگی ختم ہو چکی تھی۔ جلسے جلوس لوگ بھول گئے تھے۔ کیونکہ مارشل لاء نے قوم کو ایسا نشہ پلایا تھا کہ قوم ایک بڑے عرصے تک اونگھ رہی تھی۔ اب بھوک، غربت، بے بسی، بے چارگی کے دیو نے قوم کو آدبوچا۔ جس سے قوم جاگ اٹھی ہے، نشہ ہرن ہو چکا ہے، کچھ عرصے سے زندگی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان جلسے منعقد ہوتے، بڑے بڑے جلوس نکلے ہیں ــــــ پشاور میں جمعیت العلماء اسلام کا جلوس بھی ایک یادگاری جلوس ہے۔ ہزاروں مخلوق پر مشتمل پُروقار طریقے سے مختلف کتبے اٹھائے ہوئے شہر کے تمام معروف بازاروں میں سے ہوکر گزرا۔ حکومت کو سیاسی جماعتوں کی آئینی پسندی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت مہیا کیا جا سکتا ہے کہ ہزاروں مخلوق پر مشتمل جلوس کئی گھنٹے کے احتجاجی مظاہرے کے بعد نہایت خاموشی اور سکون سے ختم ہو گیا۔ علماء کا احترام اور سنجیدگی جلوس کی رفتار سے عیاں

شیخ الاسلام حضرت مولانا

سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ کی جامعیت

از علامہ غوث ہزاروی ناظم عمومی صوبائی جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان گنے چنے بزرگانِ دین میں سے تھے جن کی مثال زمانہ مابعد میں شاذ و نادر ہی پیدا ہوتی ہے۔ اب تو زمانہ انحطاط کا ہے۔ اخلاف میں اسلاف کے نمونے تلاش کرنا بے سود ہے میں علیل اور ابھی تک طویل المیعاد بخار سے صاحبِ فراش ہوں مگر حضرت مولانا محمد عبیداللہ انور لاہوری مدظلہ کے حکم کی تعمیل میں حضرت شیخ الاسلام کے بارہ میں چند کلمات لکھنے کی سعادت حاصل کرنا ضروری سمجھا۔

اس لیے ارادہ کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شانِ جامعیت کے بارہ میں کچھ ضبطِ تحریر کروں اگرچہ مجھے حضرت رح سے وافر صحبت نصیب نہیں ہوئی اور نہ ہی آپ سے بیعت کا شرف حاصل کر سکا ہوں مگر پھر بھی حضرت کے علوِ شان اور جلالتِ قدر کا قلب پر اتنا اثر ہے کہ شاید متوسلین سے کسی طرح کم نہ ہو۔ الحمد للہ تعالیٰ یہ اثر و تعلق ایسا کہ نام نہاد نام لیوا تو حضرت کا لیتے ہیں اور وابستہ ملحد و بے دین لوگوں سے ہیں۔

حضرت سے تعارف و تعلق

میں دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث سے فارغ ہو چکا تھا اور حضرت شیخ الہند رح وفات پا چکے تھے۔ جن کا مبارک جنازہ دہلی سے دیوبند لایا گیا تھا اور جس میں ہزاروں باخدا حضرات کے ساتھ اس عاجز کو بھی صلوٰۃ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ اس وقت ہم چند طلبہ نے حضرت شیخ الہند کی یاد اور آپ کے مقصدِ زندگی اور مشن کو زندہ رکھنے کے لیے جمعیۃ الطلبہ کی تشکیل کی۔ جس کا مجھے ناظم مقرر کیا گیا تھا ہم نے جمعیۃ الطلبہ کی امارت کے لیے حضرت سے اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح دونوں سے درخواست کی جو ایک دوسرے کے احترام میں ٹالتے رہے آخر کار حضرت مدنی رح کی تواضع غالب آئی اور انہوں نے حضرت عثمانی رح کے لیے ہم کو مجبور کیا یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت رح سے میرے تعارف کا آغاز ہوا۔ اس سے قبل آپ حضرت شیخ الہند کے ہمراہ جزیرہ مالٹا میں ایامِ اسیری یا روحانی معراج کی منازل طے کر رہے تھے حضرت شیخ کی وفات کے بعد اب آپ بحیثیت جانشین شیخ الہند میدانِ عمل میں فرنگی کے خلاف مصروفِ پیکار تھے۔

حضرت کی شانِ مجاہدانہ

ایک مشہور بزرگ کا (غالباً امام ربانی مجدد الف ثانی رح کا) جب سرزمین دیوبند پر گزر ہوا فرمایا یہاں سے حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آتی ہے۔ اس خوشبودار پودوں اور پھولوں کے چمن نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی سے مل کر حضرت مولانا شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کی امارت میں فرنگی اقتدار کے خلاف ۱۸۵۷ء میں جہاد فرمایا تھا اور اس پر اچھی خاصی ضربیں لگائی تھیں ان اکابرِ دیوبند کو یہ مجاہدانہ جوش خاندان ولی اللّٰہی دہلوی سے وراثت میں ملا تھا حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح کے فرزند ارجمند فقیہ ملت شاہ عبدالعزیز رح پہلے بزرگ تھے جنہوں نے فرنگی کے مقبوضہ ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔ پھر حضرت شاہ محمد اسماعیل صاحب رح نے حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی رح کی امارت میں سکھوں کے ظالمانہ اقتدار سے مظلوم مسلمانوں کو نجات دلانے اور پھر سرحد کی طرف سے انگریز کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے مقابلہ کی تیاری کے لیے جو مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے وہ تاریخ کا سنہری باب ہیں آخر کار وہ سکھوں سے لڑتے لڑتے رزمگاہ بالاکوٹ میں بمعہ صدہا سرفروش مجاہدین کے اللہ کی راہ میں کٹ مرے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ان مجاہدین کے دوسرے رفقاء انگریزی اقتدار کے خلاف آخر تک سرحدی مقامات پر جہاد کے کیمپ لگائے بیٹھے رہے اور جہاں انگریز کے خلاف جہاد شروع ہوتا یہ اپنے دستے وہاں بھیج دیتے۔ بہرحال اس خاندان کے روحانی وارث اکابرِ دیوبند تھے حضرت نانوتوی رح نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ہی اس لیے ڈالی تھی کہ اب نصرانیت کا تغلب تو ہو گیا مگر اسلام اور اسلامی علوم باقی رہے تو کسی وقت پھر غلغلۂ جہاد بلند ہو گا چنانچہ آپ کے بعد حضرت شیخ الہند رح نے کانگریس کی تحریک آزادی سے بہت پہلے فرنگی اقتدار کے خلاف خفیہ تیاریوں کا وہ جال پھیلایا جس کا ایک سرا دہلی دیوبند میں تھا تو دوسرا قسطنطنیہ اور کابل تک پہنچا ہوا تھا۔ آپ نے اس وقت ملک کے لاکھوں کروڑوں قیمتی پتھروں میں سے جو ہیرے چنے تھے اور جن کی آب و تاب کو اپنی روحانی صیقل سے ہزاروں گنا زیادہ کر دیا تھا ان میں ایک ہیرا یہی ہمارے مخدوم حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رح صاحب تھے۔ حضرت شیخ الہند رح نے جو کچھ کیا تھا اگر اس کا راز فاش نہ ہو جاتا تو حکومت انگریزی کی مرتب کردہ لال کتاب کے مطابق جو شاید اب بھی دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں موجود ہو فرنگی اقتدار کا تختہ الٹ چکا ہوتا۔ بہرحال مقدر یہی تھا کہ آپ حجاز کی مسلمان کہلانے والی گورنمنٹ میں گرفتار ہو کر پہلی جنگ عظیم کے موقعہ پر جب آپ جہاد کی ترغیب دے رہے تھے۔ انگریزوں کے حوالے ہوئے جنہوں نے آپ کو بمعہ حضرت مدنی رح کے سالہا سال جزیرہ مالٹا میں بند رکھا اور گوناگوں تکالیف دیں۔

بہرحال جو بھٹی انگریزی اقتدار کے خلاف اکابر نے اور خاص کر شیخ الہند نے جلا رکھی تھی۔ حضرت مدنی رح نے اس کو نہ صرف یہ کہ جلائے رکھا بلکہ اس کے لیے اتنا ایندھن فراہم کیا کہ بالآخر اس کی آگ کے شعلوں میں انگریزی اقتدار خس و خاشاک کی طرح بھسم ہو کر رہ گیا۔

حضرت کی گرفتاری

حضرت مدنی رح نے ملک میں طوفانی دورے کیے بالآخر کراچی میں علی برادران رح کے ہمراہ انگریز کے خلاف نئی مجاہدانہ

سپرٹ پیدا فرمائی انگریزوں نے اس سلسلہ میں علی برادران اور حضرت مدنیؒ سمیت سات اکابر قوم کو گرفتار کیا اور سنگین سزائیں دیں۔ یہ مقدمہ، مقدمۂ کراچی کے نام سے اب تک مطبوعہ موجود ہے۔

اس موقعہ پر حضرت کی گرفتاری کے لیے ایک انگریز افسر سہارنپور سے پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ دیوبند دن کے وقت پہنچا۔ جس کی خبر بجلی کی طرح شہر بھر میں پھیل گئی۔ ہزاروں پروانوں نے جمع ہو کر گرفتاری ناممکن بنا دی۔

حضرت نے مشورہ دیا کہ تم واپس چلے جاؤ۔ کل ہم خود اپنے کو پیش کر دیں گے۔ انگریز نے اس کو مان کر اپنی راہ لی۔

رات کو شہر میں زبردست احتجاجی جلسہ ہوا عوام کسی طرح اپنے محبوب رہنما کو فرنگی کے حوالہ کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ چاہے ان کی ہزاروں جانیں قربان ہو جائیں مگر حضرتؒ نے تقریر فرما کر لوگوں سے پر امن رہنے کی اپیل فرماتے ہوئے کہا کہ اس وقت کا مقابلہ ہماری جنگ آزادی کو نقصان پہنچائے گا۔ جب حضرت نے تشدد نہ کرنے کا وعدہ لیا مجھے یاد ہے کہ مجمع دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ آپ نے تسلی دی کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہم پھر ملیں گے انگریز نے جھوٹے وقار کی خاطر وعدہ خلافی کی اور چوروں کی طرح رات کو آ کر گرفتار کر لیا۔

وہ دن بیت گئے۔ حضرت نے خدا جانے جیل میں کتنے ہزار سالوں کی منزلیں طے کی ہوں گی ان حضرات کے لیے یہ جبری خلوتیں ہزاروں ریاضتوں سے زیادہ مؤثر ہوتی ہیں۔ آپ جیل سے تشریف لائے تو ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک آگ لگا دی، اور کانگریس کو بھی مکمل آزادی کی تحریک چلانے کے موقع فراہم ہو گئے اس وقت سے لے کر ملک کے آزاد ہونے تک اس مرد خدا (حضرت مدنیؒ) نے ملک کے چپے چپے کا دورہ کیا۔ انگریزی اقتدار کی جڑیں کھوکھلی کر دیں برسر اقتدار، متغلب، ظالم اور جابر فرنگی گورنمنٹ کے خلاف ایسی مجاہدانہ سرگرمیوں کی مثال نہ کسی لیڈر میں ملتی ہے نہ مذہبی رہنماؤں میں، حقیقت یہ ہے کہ فرنگی کی بے ایمانی اسلام دشمنی اور عیاریوں کو ہندوؤں میں گاندھی جی نے سمجھا تھا اور مسلمانوں میں مولانا محمد علی جوہر اور حضرت شیخ الہند کے بعد حضرت مدنیؒ نے اور اسی لیے ان حضرات نے آخر دم تک اپنی تمام سرگرمیوں کا رُخ صرف فرنگی کی مخالفت کی طرف رکھا۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ ملک کی آزادی سے ہندوؤں کا صرف ہندوستان آزاد ہوتا تھا اور مسلمانوں کا ملک بھی اور اس کے ساتھ عراق، مصر ایران، اُردن، حجاز، آزاد قبائل اور کابل وغیرہ مسلم حکومتوں پر سے دباؤ ختم ہوتے اور تمام اسلامی دنیا کو جادہ ترقی پر گامزن ہونے کے مواقع حاصل ہو سکتے تھے۔

آزادی کے بعد

حضرت مدنیؒ کی مجاہدانہ سرگرمیاں ملک کی آزادی پر ختم نہیں ہوئیں بلکہ آزادی کے بعد جب ہندو مسلم کشیدگیوں کو اچھالنے اور جائز حقوق کے مطالبے کے لیے بے ضرورت غلط طریقے اختیار کرنے کے نتیجہ میں ہندو انڈیا میں فسادات کا سیلاب چل پڑا آپ نے ہر چند آئینی جدوجہد اور حکمت کے ذریعے اس کو روکنے کی سعی فرمائی۔ مگر یہ بات کانگرسی حکام کے بس کا روگ نہ تھا مہاسبھائی اور جن سنگھی لیڈروں نے اودھم مچا رکھا تھا اور وہاں مسلمانوں کی جانیں قطعاً غیر محفوظ ہو گئی تھیں۔ اس وقت حضرت مدنیؒ نے مختلف مقامات پر اپنے رفقائے کار کے مشورے کے بغیر ہی مسلمانوں کو یہ تلقین شروع کر دی کہ ہر طرح امن سے رہو اور فساد ٹالنے کی سعی کرو۔ مگر جب پانی سر سے گزر جائے تو پھر ایسا مارو ایسا مارو کہ فسادیوں کو چھٹی کا دودھ یاد آ جائے

آپ سے اس طرح کے ارشادات کے بارہ میں عرض بھی کیا گیا مگر یہ ایسی کیفیت تھی جو آخر وقت تک قائم رہی۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دشمن کے سامنے لیٹ جانے سے کبھی کامیابی نہیں ہوتی۔ دفاعی قوت کا استعمال کسی نہ کسی درجہ میں ضرور مفید ہوتا ہے یہ آپ کی مجاہدانہ شان کا ادنیٰ نمونہ ہے۔

آپ کی تفقہ اور علمی شان

اس طرح کے مجاہدین اور سیاسی رہنما چاہے عالم ہی کیوں نہ ہوں لیکن ان کی علمی شان اتنی بلند نہیں ہوتی جیسے خالص علمی مشاغل میں مدۃ العمر مصروف رہنے والے بزرگوں کی ہوتی ہے۔ مگر اکابر دیوبند کی جامعیت ان کی خصوصیت اور اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ خاص کر جن حضرات کو حضرت شیخ الہندؒ کی طویل صحبت نصیب ہوئی ہو حضرت شیخ الہندؒ کے شاگردوں میں جو حال حضرت مولانا عبید اللہ سندھی حضرت مولانا فضل ربی صاحب ساکن قصبہ ہزارہ جو ہجرت کر کے کابل چلے گئے تھے اور وہاں عرصہ تک ہائی کورٹ کے جج رہ کر وفات پا گئے، حضرت مولانا سیف الرحمن صاحب حضرت مولانا غلام نبی صاحب اور حضرت علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری صدر مدرسین دیوبند وغیرہ تھا اور علمی دنیا میں جس بیمثال شہرت کے یہ حضرات مالک تھے حضرت مدنیؒ کی بھی یہی شان اور یہی حال تھا چنانچہ جب دیوبند میں حق گوئی اور حق جوئی میں اللہ والوں میں کچھ اختلاف رائے پیدا ہوا جس کے نتیجہ میں حضرت علامہ انور شاہ صاحب اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے سورت کاٹھیاواڑ کے بدعت گھر میں جا کر توحید و سُنت اور علوم نبوت کی شمع روشن فرمائی اور ڈابھیل دنیا کے افق پر نیا سورج بن کر چمکا۔ جس کی کرنوں سے سینکڑوں تشنگان علوم و معارف کے دل جگمگا گئے اور حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری نیو ٹاؤن کراچی جیسے آبدار و بیش بہا ہیرے پیدا ہوئے اس وقت دیوبند کی کشتی نہایت اہم شخصیتوں سے محروم ہو کر بھنور میں چکر کاٹ رہی تھی اور دنیا بھر کی آنکھیں دارالعلوم کے مستقبل پر لگی ہوئی تھیں ایسے نازک وقت میں دارالعلوم دیوبند کے زیرک و نادر روزگار مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی کی عقابی نگاہ سارے ملک میں صرف حضرت مدنیؒ پر ہی پڑی اور ان سے سیاسی اختلاف رائے کے باوجود دارالعلوم کی صدر مدرسی کیلئے درخواست فرما دی جسے حضرت نے شرف قبولیت بخشا اس واقعہ سے اکابر دیوبند اور خاصکر مذکور دونوں بزرگوں کے باہمی اعتماد ایک دُوسرے کی نیت پر حسن ظن اور للہیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس تقرر کے بعد دُنیا نے دیکھا کہ دارالعلوم نے پہلے سے بہت زیادہ ترقی کی۔ اور دُنیا بھر نے اس کی اسلامی یونیورسٹی کی شان کو تسلیم کر لیا۔ حضرت کی تعلیم و تربیت اور درس حدیث سے ہزاروں عالم باعمل صاحب شریعت و طریقت اور مجاہدین تیار ہوئے۔ جو سارے ملک میں پھیل گئے۔ اس دن انگریز کی بدنصیبی انتہا کو پہنچ گئی۔ جس دن حضرت سیاہ سفید کے مختار بن گئے

حضرت مدنیؒ کی فقیہانہ شان کا کیا کہنا ہے۔ یہ

وقت کے ان بزرگوں میں سے تھے جن کے فتویٰ اور ایضاح مسئلہ کے بعد انسان کو یقین کامل ہو جاتا تھا۔ حکیم الامت حضرت مولٰنا اشرف علی تھانویؒ علامہ محمد انور شاہ صاحب کاشمیریؒ حضرت مفتی اعظم کفایت اللہ صاحب دہلویؒ سے مسئلہ پوچھا جاتا اس کے بارہ میں مستفتی کو ثلج صدر اور پورا یقین ہو جاتا۔ آج یہ اطمینان کلی مفقود ہے۔ آج ان حضرات میں سے ایک بھی ہوتے ان کے حکم کو چھوڑ کر کون صحابہ کرام کے مخالف طبع زاد مجتہدوں سے چمٹا رہتا حضرت مدنیؒ کی فقیہانہ نگاہ اور نور ایمان نے پہلے سے جانچ لیا تھا کہ ابوالاعلیٰ مودودی کا عقیدہ صحابہ کرامؓ کے بارہ میں اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔ اور ساتھ ہی یہ نماز زکوٰۃ اور حج کے تارک کو اسلام سے خارج بتاکر معتزلہ کے مسلک کو تقویت دے رہا ہے۔ آپ نے اس کی تحریک و تحریر کو اسلام کے لیے خطرناک اور الحاد آفریں قرار دیا جس کی تصدیق علماء دہلی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور دارالعلوم دیوبند کے مفتیان کرام قطب زمان حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجی شریف ضلع سکھرؒ غورغشتی کے استاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب مدظلہٗ نے اسی وقت فرمادی تھی مگر آج مودودی کی صحابہ دشمنی اتنی واضح ہو گئی کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی مدظلہٗ جیسے مرنجان ومرنج اور نرم بزرگ کو مودودی کی تردید میں براءت عثمانؓ نام رسالہ لکھنا پڑا اور مودودی نے اپنا اعتزال چھپانے کے لیے اپنی تحریروں کو قائم رکھتے ہوئے طرح طرح کی تاویلیں کیں مگر آخرکار اس کے ایک خط نے اس کے معتزلی عقیدہ کا راز فاش کر کے رکھ دیا جس میں اس نے لاہوری مرزائیوں کے متعلق لکھا ہے کہ یہ کفر و ایمان کے درمیان معلق ہیں نہ ان کو مسلمان کہا جا سکتا ہے نہ کافر حالانکہ اہل سنت والجماعت کے ہاں ایک آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر درمیان میں کوئی واسطہ نہیں ہے۔ فاسق و فاجر مسلمان بھی مسلمان ہی کہلائے گا اس کو بھی کافر نہ کہیں گے۔ مودودی کے اس خط کے فوٹو حضرت مولانا عبداللطیف صاحب خطیب جہلم اور حضرت مولانا قاری عبدالسمیع صاحب سرگودھا وغیرہ حضرات کے پاس موجود ہیں حضرت مولانا اعزاز علی صاحب شیخ الفقہ دارالعلوم دیوبند نے تو یہاں تک لکھا کہ مودودی اپنے پیش روؤں (مرزائیوں) سے زیادہ خطرناک ہے۔ سبحان اللہ العظیم

جمعیۃ علماءِ اسلام مشرقی پاکستان کا تعارف

جمعیۃ علماء اسلام کا نام مشرقی پاکستان میں پہلے سے مانوس تھا مگر چودھری محمد علی صاحب کی اقتدار پرستانہ سیاست نے اس کو گم کر دیا۔ اس نے کبھی نظام اسلام پارٹی کو جمعیۃ علماء اسلام کا پارلیمنٹری بورڈ کہا۔ کبھی اس کا ایک شعبہ اور شاخ قرار دیا۔ اور اس کا باقاعدہ اعلان آج تک نہ کیا۔ اس سے اس کی لیڈری کے لیے نام نہاد جماعت نظام اسلام پارٹی تو میسر ہو گئی مگر جمعیۃ علماء اسلام تشتت اور پراگندگی کا شکار ہو گئی۔

بہر حال اس صورتِ حال کو دیکھ کر جمعیۃ علماء اسلام کے قائد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ نے وہاں کے علماء کرام سے متعدد بار تبادلۂ افکار و خیالات کیا۔ آخرکار حضرت مفتی صاحب اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری نے وہاں کا دورہ کرکے غیور علماء کرام کو کام پر آمادہ کیا۔ حضرت درخواستی صاحب، مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث صاحب نے دورہ کیا۔ ضلع سلہٹ کے مسلمانوں نے اپنے ضلع کی جمعیۃ کا الحاق جمعیۃ علماء اسلام کے مرکز سے قبول کر لیا۔ پھر ایک عارضی صوبائی تنظیم بھی عمل میں لائی گئی۔ اس دوران میں سلہٹ ضلع میں جماعتی تنظیم مسلسل رو بہ ترقی رہی۔

اس سال کے دورہ کے نتائج دُور رس ہیں۔ اب ڈھاکہ شہر میں بھی حضرت مولانا قاضی عبدالشہید صاحب کی امارت میں شہری جمعیۃ علماء اسلام کی تشکیل کر دی گئی، باقاعدہ دفتر حاصل کر لیا گیا، جس کا افتتاح بھی ہو گیا اور ساتھ ہی مختلف اضلاع کے نمائندوں نے جمع ہو کر مشرقی پاکستان کی جمعیۃ علماء اسلام کی عارضی تشکیل بھی کر دی اور انہوں نے باقاعدہ کام کرنے کے عزم کا اظہار بھی فرمایا۔ عربی مدارس کے مدرسین اور طلبہ کا ولولہ بھی قابل تعریف تھا۔ جس سطح پر کام شروع ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد مشرقی پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام دوسری جماعتوں سے بہت آگے نکل جائے گی۔

لاکھوں عوام نے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ اور مرکزی اخراجات اور صوبائی ضروریات کے لئے مالی تعاون کی پیش کش بھی کی۔

جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے رہنما

حضرت مولانا شیخ عبدالکریم صاحب سلہٹ امیر
مولانا نعمان صاحب ڈھاکہ نائب امیر
مولانا شمس الدین ناظم اعلیٰ
مولانا قاضی عبدالشہید صاحب ناظم اعلیٰ
مولانا صفی اللہ صاحب
مولانا عبدالجبار صاحب کھلنا ناظم دفتر
مولانا عارف ربانی صاحب موہن شاہی رکن
مولانا معتصم باللہ " "
مولانا اشرف علی " سلہٹ "
مولانا چوہدری عبدالمتین " " "
مولانا بشیر الدین " " "
مولانا شمس العالم " چاٹگام "
مولانا ادریس صاحب " " "

مولانا حافظ فیض الرحمان صاحب فریدپور رکن
مولانا محی الدین صاحب ڈھاکہ "
مولانا انوار اللہ صاحب باریسال "
مولانا یونس صاحب رنگ پور "
مولانا شمس الاسلام صاحب سلہٹ "
مولانا برہان الدین موہن شاہی "
مولانا حافظ نور الاسلام صاحب "
مولانا عبداللطیف صاحب کھلنا نائب امیر
مولانا عبدالکریم صاحب چاٹگام "
مولانا مخلص الرحمٰن صاحب ڈھاکہ رکن
اور
مولانا پیر محسن الدین صاحب سابق ممبر قومی اسمبلی
جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما ہیں۔

کتنی اعلیٰ ایمانی بصیرت تھی۔ مرزائیوں کے بارہ میں تو کسی مسلمان کو شک نہیں ہے اس لیے ان کے دھوکے میں بہت کم کوئی آتا ہے مگر مودودی اور اس کے چیلوں نے سلف صالحین اور صحابہ کرامؓ کے احترام کو تباہ کر دینے کی پوری پوری کوشش کی اگرچہ علماء حق کے مقابلہ میں ان کو منہ کی کھانی پڑی۔ اور ندوۃ العلماء لکھنو کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی نے تو مودودی کی تحریک کو تجدید سبائیت اور شیعوں کی خدمت قرار دیا اور آج تمام علماء امت کو مودودی کی گمراہ کن باتوں کے خلاف لکھنا پڑ رہا ہے اور مودودی اسلام کو ماڈرن اسلام کے نام سے موسوم کیا جاتا اور اس کی تحریک کو غیر مسلم حکومتوں سے متعلق بتایا جا رہا ہے۔ حضرت مدنیؒ نے اس سلسلہ میں رہنمائی فرما کر سارے عالم اسلام پر احسان عظیم فرمایا ہے۔

مذہبی احتیاط

ہمارے اکابر نے مذہبی احتیاط کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا چنانچہ جب تقسیم ملک کے فیصلہ کے بعد صوبہ سرحد میں ریفرنڈم تجویز ہوا میں نے مفتی اعظم حضرۃ مولانا کفایت اللہ صاحبؒ سے دہلی میں دریافت کیا کہ سرحد کا الحاق کس کے ساتھ ہو انہوں نے الگ تھلگ ہونے سے پاکستان کے ساتھ الحاق کو پسند فرمایا۔ اسی طرح حضرت مدنیؒ نے پاکستانی علماء اور جمعیت العلماء کو پاکستان کو مضبوط کرنے کی ہدایت فرمائی اور مرکزی جمعیت علماء ہند نے پاکستانی جمعیت کو مقامی حالات کے مطابق کام کرنے کے لیے مرکز سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کر دیا۔ اسی ذہنیت کی ایک ملک گیر جماعت مجلس احرار اسلام نے لاہور کے عظیم اجلاس میں نواب ممدوٹ اور خان لیاقت علی خان کے زمانے میں مسلم لیگ کے قوت حاکمہ ہونے اور اپنی سرگرمیاں ملکی دفاع کے لیے وقف کرنے یا مذہبی تبلیغ تک محدود کرنے کا اعلان کیا۔ سابق پنجاب کی جمعیت علماء ہند کی شاخ کے صدر حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ (لاہوری) نے ملتان میں حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ سے ملکر متفقہ جدوجہد کا فیصلہ کیا جس کے بعد مغربی پاکستان کی جمعیۃ العلماء کے صدر حضرت لاہوریؒ اور ناظم حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی مدظلہ قرار پائے۔

یہ ہے علماء حق کا وطیرہ کہ ان کو حالات کے مطابق اعلاء کلمۃ اللہ اور حمایت حق میں کسی بھی بات سے عار نہیں محسوس ہوتی۔

آج جو لوگ جمعیۃ علماء اسلام یا علماء دیوبند کو پاکستان کے مخالف کہتے ہیں وہ پاکستان کی خیرخواہی نہیں کرتے بلکہ اپنی نفسانی اغراض کی خاطر کروڑوں مسلمانوں اور ان کے پیشواؤں کو زبردستی چاہتے ہیں کہ کچل دیں تاکہ خرمستیوں کے لیے راستہ صاف ہو جائے لیکن ایں خیال است و محال است و جنوں۔ نہ ہم پاکستان کے مخالف ہوں گے نہ کچلے جا سکیں گے۔ نہ خرمستیوں کی کھلی چھٹی دی جائے گی

حضرت مدنیؒ مسند رشد و ہدایت پر

اس طرح کے سیاسی مشاغل مسلسل جاری رکھنے والوں یا علمی و درسی خدمات انجام دینے والوں کے بارہ میں عام طور پر یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ یہ حضرات مسند رشد و ہدایت پر بھی فائز ہیں مگر اکابر دیوبند کی یہ جامعیت ہے کہ ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد ان کی اعلیٰ روحانی تربیت ہوتی ہے جس کے بعد ان کے ہر کام میں اخلاص و احسان کی شان پیدا ہو جاتی ہے وہ للہیت کا مجسمہ ہوتے ہیں۔

لوگ ان کو اپنے جیسا لیڈر اپنے جیسا مدرس اور اپنے جیسا دنیادار تصور کرتے ہیں جیسے کافر کہتے تھے مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ یہ کیسے رسول ہے کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

ان کو کیا خبر تھی کہ انبیاء علیہم السلام انتہائی قرب الٰہی کے بعد ہدایتِ خلق کے لیے عہدہ نبوت دے کر مامور کیے جاتے ہیں۔

ان کا پورے صعود و عروج کے بعد پورا نزول ہوتا ہے حتیٰ کہ عوام ان کو اپنے جیسا ہی سمجھتے ہیں۔ مقام نبوت کی بلندیوں کا اتا پتا صدیقوں کو ہی ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ نبیوں کی طرح وحی کے ذریعہ مبعوث نہیں ہوتے مگر ان کو اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی متابعت میں خدمت خلق میں لگا دیتے ہیں۔ خام لوگ ان کے باطن سے بھی ناواقف ہوتے ہیں

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

حضرت مدنیؒ کو ماشاء اللہ تعالیٰ شیخ الہند کی طویل صحبت اور خلافت حاصل تھی یہ اکابر کبھی اپنی بزرگی۔ بیعت اور ولایت کا چرچا نہیں کرتے بلکہ ہر وقت اپنے کو اللہ تعالیٰ کا عاجز ترین بندہ تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مدنیؒ خطوط میں اپنے دستخط کے ساتھ ہمیشہ ننگ اسلاف لکھا کرتے تھے یہ لفظ اگر ہم کہیں تو نقل اور تصنع ہو گی لیکن حضرت جب لکھیں تو یہ ان کے قلب کی کیفیت ہو گی۔

بقیہ: جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مختصر تاریخ

مشرقی اور مغربی پاکستان میں کم از کم ایک لاکھ علماء کرام دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے یا جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ ہیں۔ اس کے سوا ہزاروں مقامات پر ہمارے جلسوں اور تقریروں پر پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔

حکومت نے اب تک عائلی قوانین میں ترمیم کرنے کا وعدہ پورا نہ کیا۔ اور نہ ملک میں عادلانہ اسلامی آئین نافذ کیا، نہ عیسائیوں کی تبلیغ روکی۔ اور تو اور اتوار کی جگہ جمعہ کی تعطیل بھی نہ کی اور معاشرہ دن بدن یورپ کی لعنتی تہذیب کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ علماء حق کی یہ جماعت تمام مشکلات کے باوجود ملکی، مذہبی خدمات جاری رکھے ہوئے ہے بلکہ اس نے اپنا دائرہ وسیع کر کے عام مسلمانوں کو جمعیۃ کا ممبر بننے کا دروازہ کھول دیا ہے۔

بقیہ: علماء کرام کی خدمات کا تاریخی جائزہ

کے لئے وہ تمام اختیارات جو شریعت نے ان کو دیے ہیں ان کو منسوخ قرار دیا اور اس قسم کے تمام معاملات کے فیصلوں کا اختیار صرف مسلم حاکم کو دیا گیا۔ بڑی کوششوں کے بعد خلع بل تو پاس ہو گیا مگر مسلم حاکم کی قید کو اڑا دیا گیا۔ جس سے اس کا پاس نہ ہونا ہی اچھا تھا۔

*

علمائے اسلام کی خدمات کا تاریخی جائزہ

تبلیغ اسلام متحدہ ہندوستان میں ۲۲ء میں جب شدھی وسنگٹھن اور تحریک ارتداد شروع ہوئی تو جمعیۃ علماء نے شعبہ تبلیغ و حفاظت اسلام قائم کرکے اس تحریک کا پوری قوت سے مقابلہ کیا بعض دین سے ناواقف مسلمان اس وقت سدراہ بھی ہوئے لیکن جمعیت علماء کے ارکان اس راہ میں برابر کام کرتے رہے اور گیارہ ہزار سے زیادہ مرتدین کو دوبارہ مسلمان بنایا اور لاکھوں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچالیا، اور دو ہزار سے زائد غیر مسلم دین اسلام میں شامل ہوگئے جمعیت علماء کے شعبہ تبلیغ کی شاخیں مختلف مقامات پر قائم کی گئیں، دیہاتوں میں مکاتب و مدارس قائم کئے گئے اور اب تک وہ مکاتب و مدارس جاری ہیں۔

ہندو مسلم فساد ملک میں جب کبھی ہندو مسلم فساد ہوئے جمعیت علما کے ارکان نے ان فسادات پر نفرت کا اظہار کیا، ظالموں کی مذمت کی اور مظلوموں کی حمایت کی، تحقیقاتی وفد کے ذریعے رپورٹ تیار کرکے شائع کی گئی اور بقدر امکان مظلوموں کی ہر قسم کی امداد کی گئی، تارکانِ وطن کشمیر اور، کوٹ پتلی، جے پور کی بروقت امداد کی ریاست بھرتپور میں انہدام مساجد کا واقعہ ریاست جے پور کا خونی حادثہ، ریاست الور و کشمیر کے مظلوم مہاجرین کی داستان جور و ستم، سہارنپور اور بہار، ٹانڈہ اور دوری وغیرہ کے واقعات میں جمعیت علمانے بقدر استطاعت اپنا فرض ادا کیا، اور اس قسم کے فسادات میں اس حد تک محدود رکھ کر کام کیا جس کے وہ مستحق ہوتے ہیں اس امر کی کبھی کوشش نہیں کی کہ فساد پھیل کر وسیع ہو جائے اور ملک کی قوموں میں نفرت کا جذبہ پیدا ہو کر امن و امان اور جان و مال تباہ ہونے کا اندیشہ ہو جائے اور ہندو مسلم جائز تعلقات منقطع ہو کر مسلمانوں اور اسلام کے اہم مقاصد زندگی کے حاصل کرنے کا کوئی موقع باقی نہ رہے۔ سنہ ۲۱ء سے سنہ تک جمعیت علما کے ریکارڈ میں ایسے کاموں کی تفصیلات موجود ہیں۔

ترک موالات کا فتویٰ سنہ ۲۰ء میں جمعیۃ علماء کے اجلاس میں ترک موالات کا حکم شرعی جو صریح آیات قرآن کریم سے ثابت ہے ۴۷۴ علمائے کرام کے دستخط سے ایک متفقہ فتویٰ شائع ہوا اس فتوے کا خلاصہ ایک مسلمان نے چھپواکر شائع کیا۔ ۱۸ اگست سنہ ۲۱ء میں متفقہ فتویٰ اور اس کا خلاصہ گورنمنٹ نے ضبط کر لیا اور ہزاروں علماء اور عوام کو قید و بند کی مصیبت میں مبتلا کیا گیا۔

موپلوں کی امداد سنہ ۲۱ء میں مالا بار کے مسلمان جو موپلوں کے نام سے مشہور ہیں ان کی مجاہدانہ روح اور جذبہ ایمانی کو پامال کرنے کے لیے ان کو سختی سے سخت مصائب و آلام میں مبتلا کیا گیا، ہزار ہا گھر تباہ و برباد کئے گئے۔ ظاہر یہ کیا گیا کہ موپلہ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان کرتے تھے اور فساد کی ابتدا ان کے اس طریقہ کار سے ہوئی جمعیۃ علما ہند نے تحقیقاتی وفد بھیج کر صحیح حالات اور واقعات کی رپورٹ تیار کرائی جو اس زمانہ میں چھپ کر شائع ہوئی۔ بعض ہندو مسلم لیڈروں کی مخالفت کے باوجود جمعیت نے موپلوں کی امداد و اعانت کا اعلان کیا اور پچاس ہزار روپیہ فراہم کرکے بروقت ان کی امداد کی۔

ساردا ایکٹ سنہ ۲۹ء میں مرکزی اسمبلی میں ساردا ایکٹ کے نام سے ایک قانون پاس ہوا جس کی رو سے اسلام کے قانون شادی میں مداخلت کی گئی جمعیۃ علماء نے اس قانون کی پوری قوت سے مخالفت کی، اور اسلامی حلقوں کے اندر اس قانون کی خلاف ورزی کرکے اس کو بے اثر بنادیا، ہندوستان اور برما تک کے مسلمانوں نے جمعیۃ علماء کی تائید کی، سول نافرمانی اور امکانی قربانی کے لیے آمادہ ہوگئے

مسلم و غیر مسلم کی باہمی شادی

سنہ ۳۲ء میں مرکزی اسمبلی میں مسلم و غیر مسلم کی شادی کے قانون کا مسودہ پیش ہوا تو جمعیت علما کے ارکان نے اس مسودہ قانون پر اسلامی نقطہ نظر سے اپنی رائے کا اظہار کیا اور اس کو شائع کرکے اسمبلی کے تمام ممبروں کے پاس بھیجا اور ان کو اس مسودہ قانون کی مخالفت پر آمادہ کیا بالآخر یہ مسودہ واپس لے لیا گیا۔

اسلام کے معاشرتی قوانین صوبہ سرحد صوبہ پنجاب صوبہ بمبئی میں مسلمان اسلام کے معاشرتی قانون کی بجائے غیر اسلامی رواج پر عمل کرتے تھے ان صوبوں کی عدالتیں بھی اسلامی قانون کے معاملہ میں روح کو ترجیح دیتی تھیں جس سے ماں باپ کے ترکہ میں سے رواج کی بنا پر لڑکیوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا تھا، جمعیت علما صوبہ سرحد نے مفتی کفایت اللہ صاحب کی رہنمائی میں "شریعت بل" کے نام سے ایک مسودہ قانون تیار کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ نکاح، طلاق، مہر اور ترکہ وغیرہ میں مسلمانوں پر اسلامی قانون نافذ ہو۔ سرحد کی کوششوں سے "شریعت بل" قانون بن گیا۔

شریعت ایکٹ سرحد اسمبلی میں جب شریعت قانون بن گیا تو وہی شریعت بل مرکزی اسمبلی میں پیش ہوا۔ اس کو جمعیت علما کی تائید حاصل تھی

اوقاف کی حفاظت بعض مسلمانوں نے صوبہ متحدہ کی کونسل میں اوقاف کے متعلق ایک مسودہ قانون پیش کیا، جمعیت علماء نے اس مسودہ پر غور کرکے ایک بہتر متبادل مسودہ تیار کیا جو بعد میں اصلاح و ترمیم کے نام سے حافظ ابراہیم رکن جمعیۃ علماء و ممبر کونسل یوپی نے کونسل میں پیش کیا۔ بالآخر جمعیت علما ہند کی کوششوں سے یہ قانون پاس ہوگیا۔

صوبہ بہار میں اسلامی اوقاف کی حفاظت کے لیے بہار اسمبلی کی مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی کی طرف سے جس کو جمعیۃ علما اور امارت شرعیہ اور مسلمانوں کی تائید و حمایت حاصل تھی۔ بہار اسمبلی کی کانگرس حکومت نے اس بل کے نوٹس کے بعد اپنی طرف سے انہیں مقاصد کے پیش نظر ایک مسودہ اسمبلی میں پیش کر دیا۔ انڈی پنڈنٹ پارٹی جمعیت علما اور امارت شرعیہ کے ذمہ دار ارکان نے حکومت کے مسودہ کو اسلامی اصول کے مطابق بنایا جس کو بہار کی کانگریسی حکومت

نے منظور کر لیا۔ بہار اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی نے اس کی شدید مخالفت کی اور کہا کہ اسلامی اوقاف کی حفاظت کے لیے کسی قانون کی ضرورت نہیں ہے مگر ان کی مخالفت کا ان کوئی اثر نہ ہوا۔

حجاز میں موتمر اسلامی

حجاز پر سلطان ابن سعود کا قبضہ ہو گیا۔ حجاز میں صحیح طریقہ پر نظام حکومت قائم کرنے کے لیے جمعیۃ علما نے سلطان ابن سعود کو ایک موتمر اسلامی منعقدہ کرنے کا مشورہ دیا سلطان نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اور ایک موتمر اسلامی منعقد کی جس میں جمعیت علماء کا ایک نمائندہ وفد بھی شریک ہوا۔

فلسطین کے عربوں کی امداد

فلسطین کے مسلمان باشندوں پر جب مظالم کا دور شروع ہوا تو جمعیت علما نے فلسطین کے مسلمانوں کی حمایت میں ہندوستان میں کانفرنس کر کے فلسطین کے مسلمانوں کے مطالبات کی تائید کی مصر میں فلسطین کے مسائل پر تمام عالم اسلامی کی ایک موتمر ہوئی جس میں جمعیت علما کے ایک نمائندہ وفد نے شرکت کی اور اسلامی نقطۂ نظر سے ان کو ٹھیک مشورہ دیا۔

مکمل آزادی کی تجویز

اسلامی اور ملکی مفاد ہندوستانی مسلمانوں کی ترقی اور اسلامی ممالک کے تحفظ اور بقا کے لیے جمعیت علما کے مدبرین نے ۱۴ر مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کو کلکتہ میں جمعیت علما کے سالانہ اجلاس میں آزادی کامل کی تجویز پاس کر کے بتایا کہ ہندوستان کی مکمل آزادی کی جدوجہد ایک ملکی اور دینی فریضہ ہے۔ جمعیت علما کے اس فیصلہ کے دو برس بعد کانگریس نے بھی اس نصب العین کا اعلان کیا اور ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ" کو بھی اسی نصب العین کا اعلان کرنا پڑا۔

سائمن کمیشن

ہندوستان کے دستور حکومت کی تبدیلی کے متعلق ۱۹۲۷ء میں حکومت نے اپنی رائے سے "سائمن کمیشن" کے تقرر کا اعلان کیا تاکہ اس کی تحقیق اور سفارش پر دستور حکومت بنایا جائے، جمعیت علما نے ۵ر دسمبر ۱۹۲۷ء میں پشاور کے اجلاس میں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ جمعیت کے فیصلہ کے بعد کانگریس نے بھی مدراس کے اجلاس میں یہی فیصلہ کیا، اس موقعہ پر مسلم لیگ میں پارٹی بازی ہو گئی مسٹر جناح کی پارٹی نے جمعیت کے فیصلہ کی ہمنوائی کی اور سر شفیع کی پارٹی نے کمیشن سے تعاون کا فیصلہ کیا۔

نہرو رپورٹ

۱۹۲۸ء میں آل پارٹیز" نے نہرو رپورٹ کے نام سے ہندوستان کے لیے دستور حکومت کا ایک آئینی خاکہ تیار کیا، جمعیۃ علما نے اسلامی اور ملکی مفاد کے پیش نظر اس پر "تنقیدی رپورٹ" شائع کی اسلامی نظام اور مسلم مفاد کے تحفظ کے لیے جو امور ضروری ہیں ان کو وضاحت کے ساتھ لکھا گیا

مسلم کانفرنس کا فارمولا

سنہ ۱۹۲۹ء میں ہندوستان کے مجوزہ دستور حکومت میں مسلمانوں کے قومی اور مذہبی حقوق کے تحفظ کے لیے ایک متفقہ فارمولا کی ضرورت پیش آئی اس غرض کے لیے "تمام مسلم جماعتوں کی ایک متفقہ مسلم کانفرنس دہلی میں ہوئی جس میں جمعیت علماء خلافت اور شفیع لیگ کے نمائندے شریک ہوئے جناح لیگ نے اس کانفرنس کا مقاطعہ کیا، علامہ مفتی کفایت اللہ، مولانا محمد علی، سر شفیع کی کوششوں سے اس وقت کی ضرورت کے اعتبار سے دستوری فارمولا تیار کیا گیا گول میز کانفرنس میں شریک ہونے والے مسلمانوں کے پاس یہی وہ فارمولا تھا جو ان کی اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے مکمل طور پر دستور حکومت میں شامل نہ ہو سکا۔ جب جناح لیگ اور شفیع لیگ میں اتفاق ہو گیا تو مسلم کانفرنس کا فارمولا جناح کے چودہ نکات کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ۱۹۳۵ء کے دستور حکومت میں مسلمانوں کو جو حقوق اور تحفظات ملے ہیں وہ اسی فارمولا کی چند ادنیٰ بنیادی چیزیں ہیں

آزادی کی تحریک

۱۹۳۰ء میں جب ملک میں مکمل آزادی کی تحریک شروع ہوئی تو جمعیت علما نے امروہہ کے اجلاس میں تحریک آزادی کی شرکت کا فیصلہ کیا، اور "دارالحربیہ" کے نام سے مستقل ادارہ قائم کر کے ہزاروں مسلمانوں کو گرفتار کرا کے جیل خانوں کو بھر دیا ۳۲ء تک ملک میں تحریک آزادی کی راہ میں علمائے حق اور قوم پرور مسلمانوں نے شاندار جانی و مالی قربانیاں پیش کیں اور اپنی حیثیت سے زیادہ جدوجہد کر کے اور مسلمانان ہند کی عزت و عظمت کو قائم رکھا۔ سرحد کے بہادر علماء اور عوام نے جس عزم اور بہادری سے جام شہادت نوش کیا۔ تاریخ سب کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کر سکتی۔ تحریک آزادی اور قربانیوں کی بدولت غریبوں کو حکومت کے معاملات میں دخل دینے کا حق مل گیا ہندوستان کے پانچ صوبوں میں مسلمانوں کے پاس حکمرانی آ گئی۔ صوبہ سرحد جہاں مسلمانوں کی ۹۵ فی صد آبادی ہے اس کو وہی حیثیت حاصل ہو گئی جو دوسرے صوبوں کو، صوبہ سندھ جہاں مسلمانوں کی ۷۰ فی صد آبادی ہے۔ بمبئی سے علیحدہ ہو کر ایک مستقل صوبہ بنا دیا گیا۔ صوبہ پنجاب و بنگال جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے ہندوؤں اور انگریزوں کا غلام بنا دیئے گئے وہ ایکٹ ۱۹۳۷ء کے ماتحت پہلے کی نسبت بہتر پوزیشن میں ہیں۔

کمیونل اوارڈ

۳۲ء میں برطانیہ کے وزیر اعظم نے فرقہ وارانہ مسائل کا فیصلہ (کمیونل اوارڈ) شائع کیا اس میں صوبہ سندھ کی علیحدگی اور مرکزی کابینہ میں مسلمانوں کو نمائندگی دینے کا فیصلہ شامل نہ تھا۔ ہندوؤں کی مخالفت کی وجہ سے حکومت ان دونوں ملکوں میں مسلمانوں کے مطالبات ماننے کو تیار نہ تھی۔ اس موقع پر جمعیۃ علماء کے ارکان قوم پرور مسلمانوں کے مشورہ سے فرقہ وارانہ مسائل کو طے کر کے ایک اتحاد (یونٹی) کانفرنس الہ آباد میں ہوئی۔ کانفرنس نے جب متفقہ طور پر سندھ کی علیحدگی اور مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو تناسب سے زائد نمائندگی دینا منظور کر لیا۔ تو حکومت نے بھی ان دونوں مطالبوں کو یہ کہہ کر مان لیا کہ ہندوستان میں ان مسئلوں پر اتفاق ہو گیا ہے، اس لئے حکومت اس کو تسلیم کرتی ہے۔ اسطرح یہ دونوں مسئلے ۳۵ء کے دستور حکومت ہند میں درج ہو گئے

پشاور کا ہولناک واقعہ

۳۰ء میں تحریک آزادی کے سلسلہ میں پشاور کے قصہ خوانی بازار میں سینکڑوں مسلمانوں نے بہادری کے ساتھ جام شہادت نوش کیا اس واقعہ کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس میں مفتی کفایت اللہ صدر جمعیتہ علماء ہند بھی شریک ہوئے۔ حکومت نے اس کمیٹی کو پشاور جانے کی اجازت نہیں دی۔ کمیٹی نے راولپنڈی میں بیٹھ کر واقعہ کی تحقیقات

کی رپورٹ شائع کی جو ضبط کر لی گئی۔

اردو زبان

بہار مسلم انڈیپنڈنٹ پارٹی کو جمعیتہ علما اور امارت شرعیہ کی حمایت حاصل تھی۔ ۳۷ء میں صوبہ بہار میں جب انڈیپنڈنٹ پارٹی کی کولیشن وزارت قائم ہوئی تو اس نے صوبے کی عدالتوں میں اردو جاری کرنے کا حکم دیا جس کو کانگریسی حکومت نے بھی قائم رکھا اس وقت بھی اردو زبان کی جو خدمت جمعیتہ علماء نے اور اس کے متعلق حضرات نے کی ہیں وہ دوسری جماعتوں سے بہت زیادہ ہیں۔

واردھا تعلیمی اسکیم

کانگریسی حکومت کے زمانہ میں جب واردھا تعلیمی رپورٹ شائع ہوئی تو سب سے پہلے جمعیتہ علماء نے اس پر تنقید کر کے اس کی اصلاح کی کوشش کی۔ اس غرض کے لیئے اس نے ایک کمیٹی مقرر کی جس نے اسلامی نقطہ نظر سے اس پر تنقید کی اور سرکاری تعلیم کے لیئے اس نام کو ناپسند کیا۔ مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری نے سی پی حکومت سے گفتگو کر کے ودیا مندر اسکیم کو اس طرح تسلیم کر لیا کہ مسلمان جو مدرسہ قائم کریں اس کا نام مدینۃ العلوم ہو۔ اور دوسرے لوگ جو مدرسہ قائم کریں یا جس کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہو اس کا نام ودیا مندر ہو۔

معلمین حج اور حجاج کیلئے قانون

حکومت نے حجاج اور زائرین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور معلمین حج کے متعلق قوانین کا مسودہ اسمبلی میں پیش کیا۔ تمام اسلامی جماعتوں میں صرف جمعیتہ علماء نے ان مسودہ قوانین کے متعلق سخت احتجاج کیا۔ حکومت نے حجاج کے متعلق چند ترمیمیں قبول کر لیں اور معلمین حج کا مسودہ واپس لے لیا۔ اگر مرکزی اسمبلی کے مسلم ممبران حجاج کے متعلق مسودہ کی حمایت کرتے تو حکومت اس کو بھی واپس لے لیتی۔

قانون فسخ نکاح

مسلمان عورتوں کو ظالم شوہروں سے شرعی حقوق دلانے اور ان کے مظالم سے نجات دلانے کے لیئے مرکزی اسمبلی میں پیش کرانے کے لیئے ایک مسودۂ قانون مرتب کر کے اخبارات میں اس کو شائع کرا دیا۔ کاظمی اور نیرنگ صاحبان نے بھی اسی قسم کا علیحدہ علیحدہ ایک مسودہ مرتب کیا۔ جمعیتہ علماء نے ان مسودوں پر غور کر کے ایک مسودہ مرتب کر دیا۔ عورتوں کو اپنے ظالم شوہروں سے نجات حاصل کرنے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

جمعیتہ علماءِ اسلام پاکستان کی مختصر تاریخ

پاکستان بننے کے بعد دونوں ملکوں کی جمعیتیں بھی علیحدہ ہو گئیں اور ان کے سیاسی حالات بھی مختلف ہو گئے۔ پاکستان کی جمعیۃ کے سامنے پاکستان کا استحکام اور اس میں دین اسلام کی ترویج تھی۔ چنانچہ یہاں جمعیۃ علماء اسلام کے نام سے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی زیرِ قیادت علماء حق نے کام شروع کر دیا۔

جمعیۃ علماء اسلام کا دورِ جدید

حضرت علامہ عثمانیؒ کی وفات کے بعد ۱۹۵۶ء میں جمعیۃ علماء اسلام کا نیا دور مغربی پاکستان میں مفسرِ قرآن قطب زمان حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری کی صدارت میں شروع ہوا اور ۱۹۵۸ء تک جمعیۃ کی ایک ہزار شاخیں مغربی پاکستان میں قائم ہو گئیں۔ ۱۹۵۸ء میں فوجی انقلاب ہوا اور جمعیۃ علماء اسلام بھی خلاف قانون ہو گئی۔ اس کے دفاتر بند اور رقمیں ضبط ہو گئیں مگر علماء اسلام نے نظام العلماء کے نام سے کام جاری رکھا۔ بالآخر مارشل لاء ختم ہوا اور حکومت نے بی، ڈی اور پھر صوبائی و مرکزی انتخابات کا اعلان کیا۔

چنانچہ ۱۹۶۲ء کے انتخابات میں جمعیۃ علماء اسلام کے دو عہدہ دار حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرکزی اسمبلی کے اور مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم مرکزی مغربی پاکستان صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے جنہوں نے تین سال تک اسمبلیوں میں حق کی ایسی آواز بلند کی جس کی نظیر اسمبلی کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

جمعیۃ کی مختصر کارگذاری

جمعیۃ نے فحاشی، عریانی، بے حیائی، مرزائیت عیسائیت، پرویزیت، الحاد و بے دینی کے خلاف ملک بھر میں تبلیغی جہاد کیا۔ پریس کی آزادی، عوامی حقوق اور اسلامی قوانین کے لئے مسلسل مطالبات کئے۔ مودودی صاحب نے جو پیغمبروں پر اور صحابہ کرام پر تنقیدیں یا نکتہ چینی کی، اس کی بھی تردید کی۔ حکومت نے عائلی قوانین نافذ کئے تو اس کے خلاف ملک بھر میں نیز اسمبلی کے اندر کامیاب خدمت انجام دی — حتیٰ کہ حکومت نے وعدہ کیا کہ ان کو بدل دیا جائے گا۔ جمعیۃ نے خاندانی منصوبہ بندی اور فتنہ ارتداد کے خلاف حکومت کو پوری طرح متوجہ کیا۔ ڈھاکہ کے اجلاس میں مرکزی اسمبلی کے رکن حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے بنیادی حقوق میں ترمیم پیش کی کہ مسلمانوں کا عیسائی یا مرزائی ہونا خلاف قانون قرار دیا جائے۔ مگر حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی اور افسوس کہ اپوزیشن پارٹیوں نے بھی اس کفر نوازی میں حکومت کے ساتھ ووٹ دیا اور ملک میں مسلمانوں کو کافر بنانے کا سلسلہ قانوناً بند نہ ہو سکا۔ جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرتد ہونے کو مستوجب قتل جرم قرار دیا ہے۔

صدارتی انتخاب

اسی لئے گذشتہ صدارتی انتخاب میں جمعیۃ علماء اسلام نے عورت کی حمایت قرآن و حدیث کے احکام کے تحت نہ کی اور صدر محمد ایوب خاں کی حمایت کرنے سے عائلی قوانین وغیرہ کی وجہ سے انکار کر دیا۔

حکومتِ پاکستان کا رویّہ

چنانچہ حکومتِ پاکستان نے جو اسلامی مشاورتی کونسل بنائی، مغربی پاکستان نے اوقاف کا جو مشاورتی بورڈ بنایا اس میں کوئی دیوبندی عالم نہ رکھا۔ جب کہ

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

صبح السعادة والمساء منور ① بقدوم اسعد ليته يتكرر

آج ہمارے لیے سعادت سے بھرپور صبح وشام حضرت اسعد مدنی کی آمد سے روشن بنی ہوئی ہیں کیا اچھا ہو کہ ان کی آمد بار بار ہوتی رہے

فرح القلوب كما تقر عيونها ② بجماله لم لا يراه المبصر

ان کے جمالِ دید سے دل خوش ہوئے جیسے محبوب کے دیدار سے دل کی آنکھوں میں ٹھنڈک ہوا ہی کرتی ہے۔ اسے دیکھنے والا کیوں نہیں دیکھتا

كالبدر يطلع والنجوم سواطع ③ جمع الاحبة حوله مستحضر

وہ دمکتے ستاروں میں چاند کی طرح سامنے آتے ہیں اور ہر وقت صالح احباب کا گروہ ان کے گرد موجود رہتا ہے!

عجبا لرونقه تهلل وجهه ④ مستبشرا ومحبه يستبشر

ان کی رونق عجیب ہے، ان کا چہرہ خوشی میں دمکتا ہے اور ان سے محبت رکھنے والا مسرور ہوتا رہتا ہے!

هز المحافل ذكره ويزيدها ⑤ طربا فكل هائم متحير

ان کے ذکرِ خیر سے محفلیں خوشی میں جھوم اٹھتی ہیں۔ دیکھیے جس کو محوِ حیرت ہے!

تشتاق من زمن ولم تك ان ترى ⑥ لموانع وعوائق تتغير

ایک زمانہ سے آنکھوں کو ان کے دیکھنے کا اشتیاق تھا اور بہت سے موانع اور رکاوٹوں کے باعث جو بدلتے رہتے ہیں وہ انھیں دیکھ نہ سکتی تھیں

قرت برؤيته النواظر تبتغي ⑦ من نظرة والى الاسرة تنظر

ان کے دیکھنے سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ ہر شخص کی آنکھ ایک نظر اور دیکھنا چاہتی ہے اور ان کے نشانات چہرہ دیکھنے میں لگی ہوئی ہیں

فرح ضحوك والطلاقة زينة ⑧ وجه الصباح الصادق المتنور

خوش باش، ہنس مکھ ہیں، اس پر کھلا ہوا چہرہ (ایسی) زینت ہے (گویا وہ) صبحِ صادق کا روشن چہرہ ہے!

حب حبيب والحبيب محبب ⑨ خل كريم والكريم مخير

محبت کرنے والے ہیں، خود محبوب ہیں اور حبیب تو محبوب ہوا ہی کرتا ہے۔ یہ کریم النفس دوست ہیں اور کریم مخیر ہوا کرتا ہے

جود تسايل كالرباب نواله ⑩ هام كماء المزن اذ هو يمطر

ان کی سخاوت کی عطا بارش کی طرح ہے۔ ہر طرف پھیلی ہوئی ہے جیسے بارش کا پانی جس وقت وہ برستا ہو

ملأ الزمان حفاوة وسخاوة ⑪ ويروق مبسمه ويرق المنظر

اپنے دور کو سخاوت اور فضل سے بھرپور کر دیا، ان کا متبسم چہرہ دمکتا رہتا ہے اور وہ منظر ہی حسین ہوتا ہے!

کلمۃ ال

یہ قصیدہ استاذ و علامہ شیخ عبدالمنان دہلوی مدظلہم نے
اس وقت ارشاد فرمایا کہ جب انھوں نے اپنے دستِ مبارک سے
بلاک کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر حضرت مولانا عبدالعزیز
حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہم جانشین حضرت شیخ
خلیفۂ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے دیگر بزرگانِ
کے ناظمِ تعمیرات جناب حافظ فرقان احمد صاحب نے اس

يعطي ويبذل للصديق هباته

عطا کا دروازہ کھلا رکھتے ہیں اور اپنے دوست کو بخششوں سے نواز

دان بعيد لا يزال منزيا

وہ قریب ہیں چاہے دُور رہتے ہوں وہ فضیلتوں سے

ولنصرة الاسلام يحمل كلفة

اسلام کی نصرت کے لیے کلفت برداشت کرتے ر

وهو المسير صيته من فضله

وہ ایسے ہیں کہ ان کی شہرت صرف فضلِ خداوندی سے من جانب

وهو الامام وللقريش امامة

وہ امام ہیں اور قریش کی امامت (جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے)

وهو الزعيم سيادة وقيادة

وہ سرداری اور قیادت مقبول ہیں اور ایسی

ماذا تراه سلالة البطل ال

تم انھیں کیا سمجھتے ہو! وہ بطلِ جلیل حضرت مولانا السید حسین احمد

ترحیب

معلّس

…ت مولانا السیّد اسعد المدنی مدظلہم کی تشریف آوری پر
…جامعہ مدنیّہ لاہور کی عمارت میں شمالی بڑے
…حب مدظلہم جانشین حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری رحمہ اللہ
…تفسیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حکیم عبدالحکیم صاحب مدظلہم
…رونق افروز تھے۔ نہایت پُرسکون اور روحانی منظر تھا۔ جامعہ
…ے کی تعمیر کے مصارف اپنے ذمہ لیے۔ تقبل اللہ منا ومنہ

…حتی الفؤاد مسبّح ومکبر
…ہتے ہیں حتیٰ کہ دیکھنے والوں کے دل بھی سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہہ اُٹھتے ہیں

…بفضائل وعلی المکارہ یصبر
…رہتے ہیں اور شدائد پر ثابت قدم رہتے ہیں!

…یوما ولیلا لا یمل ویفتر
…ہیں، دن رات کوئی تکان محسوس نہیں کرتے

…شرقا وغربا والخلوص میسّر
…رقاً غرباً پھیلائی گئی ہے اور انھیں خلوص کی دولت نصیب ہے

…حقا ولیس یردّ الا المنکر
…ثابت ہے اس کا انکار وہی کرسکتا ہے جو بے دلیل انکار کرے

…مقبولۃ وامارۃ لا تنکر
…ت ہیں جس کا انکار نہیں ہو سکتا سب کے بڑے ہیں

…یل حسین احمد نشر طیب عنبر
…نور اللہ مرقدہٗ کے صاحبزادے ہیں جن کی خوشبو کی مہک ایک عنبر ہے

وھو الذی ھزم العدی بعزیمۃ ﴿۱۹﴾ کالطود ثابتۃ فلا تتغیّر
انھوں نے اپنے عزم کی قوت سے جو پہاڑ کی طرح مضبوط اور نہ بدلنے والا تھا، دشمنانِ اسلام (انگریزوں) کو شکست دی

وھو الذی یذر الجبابر سیفہ ﴿۲۰﴾ قتلی الا من جھلھم لم یشعروا
وہی ہیں وہ کہ جن کی تلوار بڑے بڑے جابروں کو فنا کے گھاٹ اُتار دیتی تھی۔ دیکھو! عام لوگ اپنی ناواقفیت سے اس بات کو نہیں سمجھتے

رجل شجاع لا یخاف مبارزا ﴿۲۱﴾ جلدا قویا والھلاک مسیطر
وہ ایسے بہادر تھے، مضبوط اور قوی تھے کہ کسی بھی سامنے کرنے والے کا خوف اس وقت بھی ان کے دل میں نہ آتا تھا جب موت سر پہ منڈلا رہی۔ مضبوط اور قوی الجثہ تھے

لبس الدروع وخبّ نحو مجالہ ﴿۲۲﴾ ودعا مقابلہ فادبر مدبر
انھوں نے زرہیں پہنیں اور اپنے میدان کی طرف تیزی سے روانہ ہوئے۔ اپنے قبائل (دشمنِ اسلام) کو مقابلہ کے لیے بلایا تو بھگوڑا بھاگ گیا

شیخ الشیوخ حسین احمد سیدی ﴿۲۳﴾ سندی ملاذی مولی اتذکر
وہ شیخ الشیوخ مولانا حسین احمد ہیں جو میرے آقا ہیں، وہ میرے سہارا تھے، میرا ٹھکانا اور پناہ گاہ تھے۔ میں انھیں ہمیشہ یاد کرتا رہتا ہوں

تقوی الالہ علامۃ لولایۃ ﴿۲۴﴾ ان الحیوۃ تذکّر وتفکّر
ولایت کی بڑی علامت خدا کا تقویٰ ہے اور حیات یقیناً تذکّر و تفکّر ہی کا نام ہے

وقیام لیل دابہ متطوّعا ﴿۲۵﴾ یتلو ونھر عیونہ یتفجّر
نوافل میں مشغول رہ کر رات میں قیام کرنا اُن کی عادتِ مبارکہ تھی وہ قرآن پاک تلاوت کرتے جاتے تھے اور ان کی آنکھوں سے دریا پھوٹتے رہتے تھے

ولقد سمعت ازیزہ فی لیلۃ ﴿۲۶﴾ والعین اذ نام الخلائق تسھر
میں نے ان کے سینہ کے اُبال کی آواز ایک شب سُنی اور ان کی آنکھ لوگوں کے سوجانے کے بعد عادۃً بیدار ہوجایا کرتی تھی!

واھا لصاحب سرّہ اعنی بہ ﴿۲۷﴾ ولدا سعیدا للسعادۃ مظھر
کیا ہی خوش نصیبی ہے ان کے صاحبِ سر کی۔ میری مراد حضرت کے ولدِ سعید ہیں، جو سراسر مظہرِ سعادت ہیں!

بید مبارکۃ اساس عمارۃ ﴿۲۸﴾ مدنیّۃ اجرھا لا یکسر
ایسے مبارک ہاتھوں سے جامعہ مدنیہ کی عمارت کی بنیاد رکھی گئی ہے کہ انشاء اللہ کبھی اس کی اینٹ شکستہ نہ ہوگی

فکر الشویعر والقصیدۃ حیرۃ ﴿۲۹﴾ فضل وتوفیق الالہ میسّر
تعجب کی بات ہے کہ قصیدہ لکھا گیا، حالانکہ چند شعر کہنے کو سوچا تھا، یہ محض خدا کا فضل اور وہ توفیق خداوندی ہے جو میسر آگئی!

انوارِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مد ظلہ العالی۔

حضرت عکرمہؓ کا مسلمان ہونے کے وقت کا قابلِ تقلید جذبۂ صادقہ

حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل جب مسلمان ہوئے بارگاہِ نبویؐ میں عرض کی کہ حضرت! جس طرح کفر میں میں اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہٹانے کے لئے لڑتا رہا اب اسی طرح اسلام کے غلبہ کے لئے جہاد کا اعلان کرتا ہونگا اور جس طرح اللہ کے راستہ سے روکنے کے لئے میں مال و نعمت خرچ کرتا رہا۔ اسی طرح اسلام کی تقویت کے لئے بھی مال و دولت قربان کرتا رہوں گا۔ چنانچہ اس وعدہ پر تادم آخر قائم رہے۔ عموماً صائم النہار اور قائم اللیل رہتے۔ جنگ یرموک میں جب شہید ہوئے اس وقت ان کے بدن پر ستر اسّی زخم تھے۔ (الاستیعاب ص۱۵۱)

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عبرتناک انجام

دشمنِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ولید بن مغیرہ کے تین بیٹے حضرت ولید بن ولید، حضرت خالد بن ولید اور حضرت ہشام بن ولید مشرف باسلام ہوئے اور چار بیٹے باپ کی طرح حالت کفر میں مرے ان میں عمارہ بن ولید اُن کافروں میں تھا جو بیت اللہ کے سامنے مجلس لگا کر بیٹھتے اور اسلام کا مذاق اڑاتے اس کے مشورہ سے ہی عقبہ بن ابی معیط نے اوجھری لا کر عین حالتِ سجدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھی تھی۔ اور حضرتِ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے یہ گندگی آ کر صاف فرمائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے حق میں یہ بددعا فرمائی، یہ سب عذابِ الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے۔ ان معذبین میں ہلاک ہونے والوں میں عمارہ بن ولید بھی تھا۔

اس کی ہلاکت اس طرح ہوئی کہ کفارِ مکہ نے اسے افریقہ کے سلطان نجاشی کے پاس بھیجا۔ نجاشی شاہِ حبش سے گفتگو کے دوران اس سے کوئی خطا واقع ہوئی۔ نجاشی کی ہیبت اور رعب سے اس کی عقل ضائع ہو گئی اور اسی جنون و دیوانگی میں واصلِ جہنم ہوا۔ اعاذنا اللہ منہ (اصابہ ص۱۱۱)

حضرت کعب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبولِ اسلام

کعبؓ کہتے ہیں کہ میرا باپ حیرہ کے قبائل میں بلند پایہ صاحبِ علم اور صاحبِ کمال اور ممتاز حیثیت کا مالک تھا۔ ایک دن میرے باپ نے قوم سے فرمایا کہ تم میں سے ایک وفد مدینے جانا چاہئے ایسا نہ ہو کہ وہ فوت ہو جائیں اور تم حسرت کے ساتھ کہتے پھرو کہ وہ نبیؐ برحق تھے، کاش کہ ہم نے اُن کی زیارت کر لی ہوتی۔ اس خطاب کے بعد ایک وفد تیار کیا گیا۔ میں نے کہا میں بھی ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ میرے باپ نے کہا تُو جا کر کیا کرے گا؟ میں نے کہا میں بھی سنوں اور دیکھوں گا۔ باپ کی اجازت سے میں بھی وفد کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ ہم وفد کے کل پانچ افراد تھے — ہم حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سارا سارا دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر قرآن مجید اور دین کی باتیں سنتے رہتے۔ ابھی تھوڑے دن گذرے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ وفد کے باقی چار رکن کہنے لگے اگر یہ دین سچا ہوتا تو ان پر وفات نہ آتی اب ہمیں واپس جانا چاہئے۔ وفد کے وہ چاروں ارکان اپنے وطن کو واپس ہوتے لیکن میں وہیں مقیم رہا میں نے نہ دینِ اسلام قبول کیا اور نہ دینِ مسیحی پر قائم رہا۔ اسلام اور مسیحیت کے بین بین رہا۔

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے انہوں نے مسیلمہ کذّاب مدعیٔ نبوّت کے فتنہ کو ختم کرنے کے لئے فوج روانہ کی میں بھی اس فوج کے ساتھ چل پڑا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اہلِ مدینہ کے شاملِ حال رہی اور ان کو اہلِ یمامہ پر غلبہ نصیب ہوا۔ اس میدان میں اہلِ اسلام کے غلبہ سے میں نے یہ سمجھا کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ اللہ کی نصرت ان کے شاملِ حال ہے۔ کعب بن عدی کا باپ پادریوں کا بھی پوپ تھا۔ کعب اسلام لانے سے پہلے حضرت امیر عمرؓ کے ساتھ مل کر ریشمی کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد حضرت امیر عمرؓ نے اپنی خلافت میں ۱۵ھ میں کعب بن عدی کو اسکندریہ میں مقوقس کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ (اصابہ ص۲۸۰)

اسلام میں سترِ عورت کی اہمیت

محمد بن عیاض زہری کہتے ہیں کہ مجھے اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے گئے میرے بچپن کا زمانہ تھا میرے بدن پر صرف ایک ہی کپڑا تھا جب اٹھا کر مجھے لے چلے میری شرمگاہ سے کپڑا ہٹ گیا۔ آپؐ نے فرمایا اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ دو اس لئے کہ نابالغوں کی شرمگاہ کو دیکھنا بھی اسی طرح ممنوع ہے جس طرح بڑوں کی شرمگاہ کو دیکھنا منع ہے — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی شرمگاہ کو ننگا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم سے محروم رہتا ہے۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاک سیرت

حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعثتِ نبویؐ سے

(باقی ص۲۴ پر)

ڈیڑھ سو برس کی تاریخ کے خدوخال

برطانوی حکومت، کانگرس اور مسلم لیگ

سن وار سرگذشت

برصغیر پاک و ہند میں گذشتہ ڈیڑھ سو سال سے تاریخ میں بڑے بڑے انقلابات رونما ہوئے۔ ان ایام میں جو واقعات پیش آئے انہیں تحریک کے نامور رہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سابق صدر جناب شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے چند صفحات میں قلمبند کیا تھا۔
یہ تینوں طاقتوں کے اقدامات کا گوشوارہ ہے اس کے مطالعہ سے قارئین سیاسیات کے بہت سے گوشے دریافت کر سکتے ہیں۔
(ادارہ)

برطانوی راج

سنہ ۱۴۹۸ء ۲۰ مئی کو پرتگالی سیاح واسکوڈے گاما کالی کٹ میں لنگر انداز ہوا۔
سنہ ۱۶۰۰ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنیاد لندن میں ڈالی گئی۔
سنہ ۱۶۶۱ء پرتگالی شہزادی کیتھرائن کے جہیز میں بمبئی کی بندرگاہ انگریزوں کے قبضہ میں آئی۔
سنہ ۱۶۹۰ء۔ انگریزوں نے کلکتہ کا شہر آباد کیا۔
سنہ ۱۷۵۷ء پلاسی کی لڑائی سے عملاً بنگال میں انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔
سنہ ۱۷۷۴ء وارن ہیسٹنگز پہلا گورنر جنرل بنا۔
سنہ ۱۷۸۰ء کلکتہ میں سب سے پہلا انگریزی اخبار "بنگال گزٹ" شائع کیا گیا۔
سنہ ۱۷۸۴ء مسٹر پٹ کے ایکٹ کے ماتحت بورڈ آف کنٹرول قائم کیا گیا۔
سنہ ۱۷۹۳ء بنگال میں دوامی بندوبست کا قانون پاس کیا۔
سنہ ۱۸۲۷ء ہندوستانیوں کو اسیسروں کی حیثیت سے بیٹھنے کا حق دیا گیا۔
سنہ ۱۸۳۴ء لارڈ میکالے کی یادداشت (انگریزی تعلیم کی ترویج)
سنہ ۱۸۵۴ء ۲۴ مارچ کو ہندوستان میں بجلی کے ذریعہ تار رسانی کا سلسلہ جاری کیا۔
سنہ ۱۸۵۷-۵۸ء۔ فوجیوں کی بغاوت۔

سنہ ۱۸۵۸ء ایسٹ انڈیا کمپنی کو ختم کر دیا گیا۔ گورنمنٹ ہند کو براہ راست برطانوی تاج کی عملداری کے ماتحت کر دیا گیا۔
سنہ ۱۸۵۸ء ملکہ وکٹوریہ کا اعلان۔
سنہ ۱۸۶۲ء ۱۴ جولائی کو کلکتہ میں عدالت عالیہ (ہائیکورٹ) قائم کی گئی۔
سنہ ۱۸۶۲ء پارلیمنٹ نے انڈین سول سروس ایکٹ انڈین ہائیکورٹ ایکٹ اور انڈین کونسل ایکٹ پاس کئے۔
سنہ ۱۸۷۷ء ملکہ وکٹوریہ کو ہندوستان کی ملکہ کی حیثیت سے گریٹ کیا گیا۔
سنہ ۱۸۸۵ء انڈین نیشنل کانگرس ۲۸ دسمبر کو بنائی گئی۔
سنہ ۱۹۰۵ء تقسیم بنگال (جس کی وجہ سے تشدد پسندانہ قوم پرست خیالات پیدا ہو گئے)
سنہ ۱۹۰۹ء منٹو مارلے اصلاحات نافذ کی گئیں۔
سنہ ۱۹۱۲ء کلکتہ سے گورنمنٹ کا دارالخلافہ دہلی میں منتقل کر دیا گیا۔
سنہ ۱۹۱۷ء وزیر ہند کا اعلان کہ برطانوی گورنمنٹ نے ہندوستان کو ذمہ دار گورنمنٹ عطا کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔
سنہ ۱۹۱۸ء مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ۔
سنہ ۱۹۱۹ء رولٹ ایکٹ پاس کیا گیا۔ پنجاب میں مارشل لاء، جلیانوالہ باغ ۱۶ نومبر کو امرتسر میں گولیوں کی بوچھاڑ وغیرہ۔
سنہ ۱۹۲۰ء منٹو کمیشن کی رپورٹ، نئی صوبائی کونسلوں کا انتخاب، گاندھی جی نے ترک موالات کی تحریک کا آغاز کیا۔
سنہ ۱۹۲۳ء ۵ فروری کو ڈیوک آف کناٹ کے ہاتھوں مرکزی اسمبلی اور ایوان شہزادگان کا افتتاح کیا گیا۔
سنہ ۱۹۲۱ء موپلاؤں کی بغاوت۔
سنہ ۱۹۲۵ء اصلاحات کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ۔
سنہ ۱۹۲۷ء سائمن کمیشن کی رپورٹ
سنہ ۱۹۲۸ء ہندوستانی ریاستوں کے متعلق رپورٹ (بٹلر کمیٹی)
سنہ ۱۹۲۹ء ۳۱ دسمبر کو لارڈ ارون وائسرائے ہند کی طرف سے درجہ نو آبادیات دینے کا اعلان۔
سنہ ۱۹۳۰ء سائمن کمیشن کی رپورٹ۔ کانگرس کی طرف سے سول نافرمانی کا آغاز برما میں بغاوت (۱۲ نومبر کو گول میز کانفرنس کا پہلا اجلاس۔
سنہ ۱۹۳۱ء یکم مارچ کو گاندھی ارون سمجھوتہ کا اعلان ہوا۔ گول میز کانفرنس کا دوسرا اجلاس۔
سنہ ۱۹۳۲ء گول میز کانفرنس کا (تیسرا اجلاس)
سنہ ۱۹۳۴ء ریزرو بنک ایکٹ پاس کیا گیا رائل انڈین نیوی کا آغاز کیا گیا۔
سنہ ۱۹۳۵ء ۲ اگست کو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ پاس کیا گیا۔
سنہ ۱۹۳۷ء صوبائی خود مختاری کا نفاذ کیا گیا
سنہ ۱۹۳۹ء ۱۳ ستمبر وائسرائے نے جنگ کے دوران میں وفاقی حصہ ایکٹ کے نفاذ کو ملتوی کرنے کا اعلان کیا۔
سنہ ۱۹۴۰ء لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند نے درجہ نو آبادیات کو ملک کی ترقی کی منزل قرار دینے کا اعلان کیا۔
سنہ ۱۹۴۱ء ۹ ستمبر مسٹر چرچل نے اٹلانٹک چارٹر کو ہندوستان کے معاملات میں استعمال نہ کرنے کا اعلان کیا۔
سنہ ۱۹۴۲ء کرپس مشن کی نامزدگی کا اعلان۔ "ہندوستان چھوڑ دو" نامی تحریک کو کچلنے کی عملی تدابیر کی گئیں۔
سنہ ۱۹۴۳ء بنگال میں لاکھوں بھوکوں کو خوراک پہنچانے سے حکومت نے معذوری کا اعلان کیا
سنہ ۱۹۴۵ء ۱۹ دسمبر کو پارلیمنٹری وفد کا اعلان کیا گیا۔
سنہ ۱۹۴۶ء بحری سپاہیوں کی بغاوت۔
〃 برطانوی وزارتی مشن کے تقرر کا اعلا

(۱۹ فروری)

سنہ ۱۹۴۶ء ۱۵ مارچ وزیر اعظم کا ہندوستانی پولیس کے متعلق اعلان۔
" ۱۶ مئی وزارتی مشن کی تجاویز کا اعلان
" ۷ جون مسلم لیگ نے طویل المیعاد اور عارضی تجاویز کو نامنظور کر دیا۔
" جولائی۔ وائسرائے نے صرف مسلم لیگ کے ساتھ مرکز میں عارضی حکومت بنانے سے انکار کر دیا۔
آل انڈیا کونسل مسلم لیگ نے بمبئی میں دونوں تجاویز سے اپنی منظوری کو واپس لے لیا۔
" ۵ اگست، وائسرائے نے کانگرس کو عبوری حکومت بنانے کی دعوت دی
" ۱۰ اگست، کانگرس نے وائسرائے کی دعوت منظور کر لی۔
" ۲۴ اگست، صدر کانگرس نے ناموں کی فہرست پیش کر دی جسے وائسرائے نے قبول کرتے ہوئے اعلان کر دیا۔

کانگریس

سنہ ۱۸۸۵ء کانگرس کا قیام
سنہ ۱۹۰۷ء کانگرس کی صفوں میں انتشار،
سنہ ۱۹۱۹ء اعتدال پسند کانگرس سے علیحدہ ہو گئے
سنہ ۱۹۲۰ء گاندھی جی کانگرس میں شامل ہو گئے
" ۱۹ مارچ کو پہلی سول نافرمانی کی جنگ لڑی گئی۔
سنہ ۱۹۲۱ء پہلی دفعہ کانگرس میں ۴ آنہ ممبری کا طریقہ رائج کیا گیا۔
سنہ ۱۹۲۲ء چوری چورا کا حادثہ۔
سنہ ۱۹۲۳ء اصلاحات چلانے کے لئے سوراج پارٹی مرکزی اسمبلی میں داخل ہوتی ہے
سنہ ۱۹۲۷ء کانگرس نے اپنی منزل پورن سوراج کا اعلان کیا۔
سنہ ۱۹۲۸ء کانگرس نے درجہ نوآبادیات لینا منظور کر لیا بشرطیکہ سنہ ۱۹۲۹ء کے ختم ہونے سے پیشتر اعلان کر دیا جائے۔
سنہ ۱۹۲۹ء کانگرس نے مکمل آزادی کی تجویز پاس کر دی۔
سنہ ۱۹۳۰ء سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی گئی۔
سنہ ۱۹۳۲ء کانگرس کو خلاف قانون جماعت قرار دے دیا گیا۔
سنہ ۱۹۳۵ء کانگرس نے اپنی طلائی جوبلی منائی۔

سنہ ۱۹۳۷ء گیارہ میں سے سات صوبوں میں کانگرسی وزارتیں بنیں۔
سنہ ۱۹۳۹ء کانگرسی وزارتوں نے استعفیٰ دے دیے
سنہ ۱۹۴۰ء کانگرس نے جنگ کے خلاف انفرادی سول نافرمانی کا اقدام کیا اور مکمل آزادی لینے کا اعلان کیا۔
" وائسرائے ایگزیکٹو کونسل میں توسیع کرنے کے متعلق ۸ اگست کے سرکاری اعلان کو وائسرائے نے مسترد کر دیا۔ اور اس سے انکار کر دیا کہ لڑائی کے ختم ہونے پر ملک کا آئین مرتب کیا جائے گا۔
سنہ ۱۹۴۲ء کرپس مشن نے درجہ نوآبادیات کی تجویز پیش کی تھی کانگرس نے اسے نامنظور کر دیا۔ کانگرس نے "ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریک جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔ گورنمنٹ نے اس تحریک کو کچلنے کے لئے ہر قسم کے ہتھیار استعمال کئے۔
سنہ ۱۹۴۵ء کانگرس نے شملہ کانفرنس میں شمولیت کی۔
سنہ ۱۹۴۶ء دوسری شملہ کانفرنس میں کانگرس نے شمولیت کی اور بالآخر مذاکرات کی مختلف منزلیں گذارنے کے بعد اگست میں عارضی حکومت بنانے کا فیصلہ کیا۔

مسلم لیگ کی تاریخ میں مشہور و معروف واقعات

سنہ ۱۸۷۳ء مسلمانوں کے لئے جداگانہ تعلیم کا فیصلہ
سنہ ۱۸۷۵ء علی گڑھ میں پرائیویٹ سکول کا قیام جو ترقی کر کے بعد میں مسلم یونیورسٹی بنی۔
سنہ ۱۸۷۶ء ملک میں پہلی دفعہ اردو۔ ناگری رسم الخط کا اختلاف۔
" مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا قیام۔
سنہ ۱۸۸۸ء یونائیٹڈ انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن علی گڑھ یعنی مشترکہ ہندوستانی محبانِ وطن کی مجلس۔ مخالف کانگرس سرگرمیوں کے جواب کے لئے بنائی گئی۔
سنہ ۱۸۸۹ء مسٹر بیک پرنسپل علی گڑھ کالج نے مسلمانوں کے نام سے پارلیمنٹ میں ایک یادداشت پیش کی کہ مسٹر بریڈلا کی پیش کردہ تجویز کہ ہندوستان میں جمہوری طریقے کی حکومت قائم کی جائے۔ مسلمان اس کے سخت مخالف ہیں۔ حالانکہ دستخط لیتے وقت مسلمانوں کو کہا گیا کہ ہندو قربانی روکنے کا قانون پاس کرنا چاہتے ہیں ہم اس کے مخالف ہیں۔
سنہ ۱۸۹۳ء محمڈن ڈیفنس ایسوسی ایشن کا قیام جس کے مقاصد یہ ہیں:-
۱۔ مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کی رائے انگریزوں کے سامنے پیش کرنا۔
۲۔ عام سیاسی شورش کو مسلمانوں میں پھیلنے سے روکنا۔
۳۔ سلطنت برطانیہ کے استحکام کی تمامتر تدابیر میں ممد و معاون ہونا اور لوگوں میں وفاداری کے جذبات پیدا کرنا۔
سنہ ۱۸۹۷ء ایسوسی ایشن کی طرف سے سرحد میں برطانوی پالیسی کی حمایت کی گئی۔
سنہ ۱۹۰۱ء محمڈن پولیٹیکل آرگنائزیشن کے نام سے خالص سیاسی جماعت کا قیام۔ مقاصد درج ذیل ہیں:-
۱۔ مسلمانوں کی تمدنی اور سیاسی معاملات کی اصلاح و ترقی۔
۲۔ مسلمانوں میں عقیدۃً اس خیال کو راسخ کرنا کہ بہرحال ان کی ترقی کا تمامتر انحصار دولت برطانیہ کے استحکام و ترقی پر ہے۔ اس لئے اپنی ضروریات کو ہمیشہ ادب کے ساتھ پیش کرنا۔
۳۔ کانگرس کے مطالبہ نیابتی حکومت کی مخالفت۔
سنہ ۱۹۰۵ء تقسیم بنگال کا اعلان۔
سنہ ۱۹۰۶ء مسلمانوں کے وفد نے وائسرائے کے سامنے تقسیم بنگال کی حمایت کی جسے لنڈن ٹائمز نے مسلمانوں کی عقلمندی سے تعبیر کیا۔
" (دسمبر) آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام۔
سنہ ۱۹۱۰ء سر آغا خاں کی صدارت میں منٹو مارلے اصلاحات پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ چونکہ علیگڈھ میں سیاسی خیالات قابو سے باہر ہو رہے تھے۔ اس لئے حکماً دفتر لکھنؤ میں منتقل کیا گیا۔
سنہ ۱۹۱۱ء تقسیم بنگالہ کی تنسیخ۔ پھر بھی سر آغا خاں نے حکومت کا شکریہ ادا کرنے کی ہدایت کی۔
سنہ ۱۹۱۵ء علی برادران، مولانا آزاد اور مولانا حسرت موہانی کی نظربندی۔
" (اگست) مولانا عبیداللہ سندھی شیخ الہند

جمعیۃ العلماء کے سالانہ اجلاس اور ان کے صدر

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب سنہ ۱۹۱۹ء سے سنہ ۱۹۴۰ء تک جمعیۃ علماء ہند کے مستقل صدر رہے۔

پہلا اجلاس ۲۸ر ۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء امرتسر
صدر: حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ

دوسرا اجلاس ۱۲ر نومبر سنہ ۱۹۲۰ء دھلی
صدر: شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ

تیسرا اجلاس نومبر سنہ ۱۹۲۱ء لاہور
صدر: امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد

چوتھا اجلاس: ۲۶ر دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء گیا (بہار)
صدر: حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحؒ

پانچواں اجلاس سنہ ۱۹۲۳ء کوکناڈا
صدر: شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحؒ

چھٹا اجلاس سنہ ۱۹۲۵ء مراد آباد
صدر: حضرت مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجادؒ (بہاری)

ساتواں اجلاس مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کلکتہ
صدر: حضرت مولانا سید سلیمان ندوی

آٹھواں اجلاس دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء پشاور
صدر: حضرت علامہ سید محمد انور شاہؒ محدث (کشمیری)

نواں اجلاس مئی سنہ ۱۹۳۰ء امروہہ
صدر: حضرت علامہ شاہ معین الدینؒ (اجمیری)

دسواں اجلاس مارچ سنہ ۱۹۳۱ء کراچی
صدر: امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد

گیارہواں اجلاس مارچ سنہ ۱۹۳۹ء دہلی
صدر: شیخ التفسیر حضرت علامہ عبدالحق مدنی

بارہواں اجلاس سنہ ۱۹۴۰ء جون پور
صدر: شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحؒ

تیرھواں اجلاس ۲۲ر مارچ سنہ ۱۹۴۲ء لاہور
صدر: شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحؒ

کے حکم سے کابل تشریف لے گئے حضرت شیخ الہند، مولانا حسین احمد، مولانا عزیر گل اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ حجاز تشریف لے گئے۔ جہاں انگریز کے خلاف تحریک جہاد کو ہوا دی اور ہندوستان کے لئے فیصلہ کیا کہ انگریز کی شکست کے بعد راجہ مہندر پرتاپ کی صدارت میں عارضی حکومت قائم کی جائے۔

سنہ ۱۹۱۶ء حضرت شیخ الہند مع پارٹی شریف مکہ کی غداری سے انگریزوں کے قیدی بنا کر مالٹا میں بھیج دیئے گئے۔ کانگریس لیگ سمجھوتہ جو لکھنؤ پیکٹ کے نام سے مشہور ہوا۔

سنہ ۱۹۱۷ء کلکتہ کی صدارت کے لئے مولانا محمد علی کو نظربندی کی حالت میں منتخب کیا گیا۔

سنہ ۱۹۱۸ء دہلی میں مسلم لیگ کے صدر استقبالیہ ڈاکٹر انصاری کا خطبہ ضبط کیا گیا۔

سنہ ۱۹۱۹ء لیگ، جمعیۃ العلماء اور خلافت کمیٹی کے اجلاس امرتسر میں کئے گئے۔

سنہ ۱۹۲۰ء ناگپور میں مسلم لیگ اور خلافت کمیٹی نے تحریک ترک موالات کو منظور کیا اور ملک کی مکمل آزادی کی تحریک میں کانگریس کے ساتھ اشتراک کیا۔ پانچ صد جید علماء نے اس تحریک کے حق میں فتوےٰ دیا۔

سنہ ۱۹۲۱ء تا سنہ ۱۹۲۲ء ملک میں مسلمان علماء، انگریزی پڑھے لکھے اور نوجوان دھڑا دھڑ گرفتار ہونے شروع ہوگئے۔

سنہ ۱۹۲۲ء میں وائسرائے نے سوامی شردھانند کو جیل سے بلا کر خفیہ ملاقات کی اور رہا کر دیا۔ جس کے بعد شدھی کی تحریک شروع کر دی گئی۔ مقابلہ میں پنجاب کے وزیر تعلیم میاں سر فضل حسین نے علیگڈھ میں تعلیمی کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے مسلمانوں کو اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کا مشورہ دیا اور ملک میں آناً فاناً شدھی تبلیغ کی تحریکیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں آگئیں۔

سنہ ۱۹۲۷ء مسٹر جناح نے ہندو مسلم اختلافات کو ختم کرنے کے لئے غیر مشروط مخلوط انتخاب کی پیش کش کی۔ جس میں کسی قدر ترمیم کے ساتھ سر شفیع مرحوم بھی راضی ہوگئے۔

سنہ ۱۹۲۷ء (۱۱ر دسمبر) مسلمانوں کی تمام جماعتوں نے سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔

سنہ ۱۹۲۸ء مسلمان نوابوں اور خطاب یافتہ بزرگوں کا ایک وفد سائمن کمیشن کے سامنے پیش ہوا اور فیصلہ کے خلاف عرضداشت پیش کی

سنہ ۱۹۲۹ء آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا اجلاس جس کی صدارت کے لئے سر آغا خان لندن سے ہندوستان پہنچے۔ آل انڈیا مسلم نیشنلسٹ پارٹی کا قیام۔

سنہ ۱۹۳۱ء دہلی میں مسلم لیگ کا اجلاس زبردست ہنگامہ کی وجہ سے ناکام ہوا۔ اس لئے کہ اس کے صدر سر ظفر اللہ قادیانی تھے۔

سنہ ۱۹۳۳ء کلکتہ میں سالانہ اجلاس ناکام رہا۔

سنہ ۱۹۳۷ء مسلم لیگ نے پہلی دفعہ کامل آزادی کی تجویز پاس کی۔

سنہ ۱۹۴۰ء لاہور کے اجلاس میں تقسیم ہند کی قرارداد پاس ہوئی اور جنگ میں انفرادی امداد کی اجازت، خاکساروں پر بے تحاشا گولی چلائی گئی۔

سنہ ۱۹۴۲ء کرپس تجاویز کو مسترد کر دیا گیا۔

سنہ ۱۹۴۳ء سالانہ اجلاس دہلی۔ پیر پگاڑو کی ضبط شدہ جائداد کو مسلم لیگ کے حوالے کرنے کا مطالبہ۔

سنہ ۱۹۴۳ء کراچی کے اجلاس میں "مجلس عمل" بنائی گئی۔

سنہ ۱۹۴۵ء کانگریس لیگ سمجھوتہ کے سلسلہ میں جناح گاندھی ملاقات، خط و کتابت ڈیسائی لیاقت فارمولا۔

سنہ ۱۹۴۶ء (جون، جولائی) ایک دفعہ وزارتی تجاویز منظور کرنے کے بعد نامنظور کر دیا۔ اور ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ کرتے ہوئے یوم عمل کا اعلان کیا۔

۱۶ر اگست۔ یوم عمل منایا گیا لیکن کلکتہ میں اس شدت کا فساد، قتل و غارت، آگ اور لوٹ مار مچائی گئی کہ تاریخ میں دوسری مثال پیش کرنی مشکل ہے۔

بقیہ : انوارِ صحابہ

۲۲ برس پہلے پیدا ہوئے ۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلوار مرحمت فرمائی نیز فرمایا کہ اس تلوار کے ساتھ کافروں اور مشرکوں سے لڑتے رہنا اور جب تو میری امت کو دیکھے کہ وہ آپس میں لڑ رہے ہیں تو اُحد پہاڑ پر جا کر اپنی تلوار کو توڑ کر اپنے گھر میں بیٹھ رہنا، یہاں تک کہ کوئی خطاکار آ کر تجھے قتل کر دے یا ملک الموت تیری روح قبض کر لے حضرت محمد بن مسلمہؓ نے حکم کی پوری تعمیل کی۔

آپ نے دشمنانِ اسلام، شاتمینِ رسول (کعب بن اشرف ، ابن ابی الحقیق) یہودیوں کو قتل کیا تھا۔ جنگِ بدر اور تمام غزوات میں شرکت کی ۔ غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مدینہ میں مقیم رہے۔ مختلف غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے گئے اور محمد بن مسلمہ کو مدینہ میں اپنا قائمقام اور جانشین بنا گئے۔

حضرت امیر عمرؓ کے دورِ خلافت میں آپ کے خاص مشیروں میں تھے مشکل امورِ خلافت میں بہترین مشورہ دیتے تھے۔ نظامِ خلافت امرائے مملکت کا حال دریافت کرنے کے لئے انہیں بھیجا جاتا تھا۔

بہت مدت مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ حضرت امیر عثمانؓ کی شہادت کے بعد ربذہ میں قیام پذیر رہے۔ پھر مدینہ عالیہ میں قیام اختیار فرمایا۔ اپنے گھر میں تھے کہ ایک مردِ شامی جو اردن کے علاقہ کا باشندہ تھا آیا اور آپ کو شہید کر دیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر سعد بن معاذؓ سے پہلے اسلام لائے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مہاجرین و انصار میں رشتۂ مواخات (یعنی بھائی چارہ) قائم کیا تو محمد بن مسلمہ کو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کے ساتھ منسلک کیا۔ ۴۳ھ میں سنتر برس کی عمر میں وفات پائی۔

۱۸۵۷ء میں جب مغلوں کا ٹمٹماتا ہوا چراغ گل ہو گیا اور ہندوستان میں ایک تباہ کن انقلابی دور شروع ہوا تو علمائے اس وقت بھی اسلامی اقدار کو قائم رکھنے اور ہندوستان کو برطانوی اقتدار سے آزاد کرانے کی تحریک شروع کی۔ رفتہ رفتہ یہ تحریک عوام کی تحریک بن گئی اور ہندوستان کا گوشہ گوشہ اس تحریک سے واقف ہو گیا لیکن ہر قسم کی قربانیوں کے باوجود یہ تحریک کامیاب و بامراد نہ ہو سکی۔ تحریک کی ناکامی کے بعد علماء اور عوام عام طور پر قید و بند دار و رسن اور جلاوطنی کی ناقابلِ برداشت سزاؤں میں مبتلا کئے گئے۔ بظاہر جبر و تعدی کا یہ دور ۱۹۲۲ء میں ختم ہو گیا اور ملک میں سکون کی فضا پیدا ہونے لگی۔ علماء جو ان تمام حالات کے باوجود شکستہ خاطر نہ تھے قید و بند کے آلام سے بے پرواہ ہو کر پھر میدان عمل میں آ گئے۔ مدرسوں کی بنیاد ڈالی خانقاہوں کو آباد کیا اور مذہبی و سیاسی اخلاقی و روحانی جماعت کی ترتیب و تربیت میں مشغول ہو گئے۔

برطانوی قبضہ و تسلط کی وجہ سے ہندوستان میں بتدریج اپنے جائز حقوق کے حصول کی تڑپ اور آزادی کا جذبہ بیدار ہونے لگا۔ ۱۸۸۵ء میں کانگریس کا قیام عمل میں آیا۔ علماء جو آزادی ملک و ملت کے علمبردار تھے۔ کانگریس بھی ان کے اشتراک عمل سے محروم نہ رہ سکی۔

۱۸۸۷ء میں حضرت شیخ الہندؒ اور آپ کے ساتھیوں نے مرکز علوم دیوبند "ثمرہ تربیت" کے نام سے ایک جماعت کی تشکیل کی جس کا مقصد دین کی سربلندی اور وطن کی آزادی تھا۔ ان دنوں ہندوستان کے تمام صوبوں میں انقلابی تحریکات کا آغاز ہو چکا تھا۔ جس میں تشدد اور عدم تشدد کے کامیاب اور ناکام طریقے بروئے کار آ رہے تھے۔ تمام علماء جو اب تک تعمیری اور تنظیمی کاموں میں لگ رہے تھے وہ بھی حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ ہو گئے، اور "عدم تشدد" کے کامیاب طریقہ کار کو اپنائے بغیر نہ رہ سکے۔

۱۹۱۱ء میں "شیخ الہندؒ کے مشورہ سے" "جمعیۃ الانصار" قائم کی گئی۔ مولانا عبیداللہ سندھی اس کے ذمہ دار کارکن تھے۔ علماء کی ان سیاسی سرگرمیوں سے حکومت کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ "جمعیۃ الانصار" کے اجلاس میں ایک تجویز کے ذریعہ حکومت کا شکریہ بھی ادا کیا گیا مگر حکومت علماء کی طرف سے مطمئن نہ ہوئی۔

۱۹۱۲ء میں دنیائے اسلام پر جنگ بلقان کی صورت میں ایک نئی مصیبت کا آغاز ہوا اور ۱۹۱۳ء میں کانپور کی مسجد کا خونی واقعہ پیش آیا جس نے مسلمانوں میں بیداری کی روح پھونک دی۔ اسی سال دہلی میں شیخ الہند کی سرپرستی میں "نظارۃ المعارف" قائم ہوا جس میں مولانا عبیداللہ سندھی نے ہندوستان کے نوجوانوں کو اسلامی سیاست اور قرآن مجید کی تعلیم کا درس دینا شروع کیا اور اس ادارہ کی سرپرستی میں شیخ کے ساتھ حکیم اجمل خان اور نواب وقارالملک بھی شریک تھے۔ شیخ الہندؒ کی تحریک ابتدائی منزلوں سے گزر چکی تھی اور اب وہ ہندوستان سے گزر کر ہمسایہ ممالک میں نشو و نما پا رہی تھی۔ مولانا عبیداللہ تحریک کے بیرونی تعلقات کی ایک اہم کڑی تھے۔

۱۹۱۴ء میں لڑائی نے جنگ عظیم کی صورت اختیار کر لی۔ وہی ترک جس کو انگریز ہندوستانی مسلمانوں کا خلیفہ کہا کرتے تھے۔ اب اس کو خلافت کا غیر مستحق کہا جانے لگا۔ علماء کی نقل و حرکت پر پابندی، قید اور جلا وطنی کا دور پھر شروع ہوا۔ ۱۹۱۵ء میں شیخ الہندؒ حج پر تشریف لے گئے۔ مکہ معظمہ میں آپ کو اور حضرت مولانا حسین احمدؒ صاحب مولانا عزیز گل صاحب مولانا حضرت نصرت حسین صاحب کو گرفتار کر کے مالٹا میں قید کر دیا گیا۔ رولٹ کمیٹی کی رپورٹ پڑھنے والے اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔

۱۹۱۵ء میں جب انقلابی تحریک کا آغاز ہوا تھا۔ اس پر برطانوی حکومت نے کسی حد تک قابو پا لیا اور قانون "تحفظ ہند" کے تحت ان تمام سرگرمیوں کو دبانے کی کوشش کی گئی۔ جس سے نظام حکومت میں خلل پڑنے کا شبہ ہو سکتا تھا اور ان تمام کارکنوں کو مختلف سزائیں دی گئیں جو کسی نہ کسی طرح اس تحریک میں شریک سمجھے گئے۔

۱۹۱۸ء میں جنگ تو ختم ہو گئی، مگر ہندوستانیوں کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا اشیا کی گرانی اور ٹیکس کے نئے بار سے لوگ پریشان ہو گئے۔ ملک کے بعض حصوں میں ہنگامہ آرائیوں کا ظہور ہوا اور عام طور پر بے چینی پیدا ہو گئی آزادی کا جذبہ برسر کار آ گیا اور حکومت خود مختاری کے مطالبے سے ہندوستان کی فضا معمور ہو گئی۔ اس جذبہ کو دبانے اور مطالبہ کو ٹھکرانے کے لئے پنجاب اور دوسرے صوبوں میں خود سر حاکموں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ جبر و تشدد کے بالکل مساوی ہے۔

ہندوستان سے باہر اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا اور جس طرح ان کے حصے بخرے کر کے ان کی سلطنت اور طاقت کو برباد کیا گیا تاریخ اس کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اسلامی ممالک کی تقسیم اور ان پر اغیار کے قبضہ و تسلط سے ہندوستان کے مسلمان مضطرب تھے۔ وہ ترکوں کی حمایت میں اٹھے وہ خلافت کی بقاء و قیام کے لئے تن من دھن کی بازی لگا کر میدان عمل میں آ گئے۔

نومبر ۱۹۱۹ء کو دہلی میں ہندوستان کے مشہور اور مجاہد علماء نے "جمعیۃ العلماء" کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسلمانوں کے علاوہ برادرانِ وطن نے بھی علماء کے فیصلوں کو اپنایا۔ ترک موالات عدم تعاون سودیشی کا استعمال عدم تشدد اور اسی قسم کے وہ مسائل جن کا ہندوستان کی آزادی اور فارغ البالی سے گہرا تعلق تھا۔ ہندوستان کے عام بسنے والوں نے پورے طور سے ان پر عمل در آمد کرنا شروع کر دیا۔ چار سال کی اسارت کے بعد ۱۹۲۰ء میں ۱۲ مارچ کو حضرت شیخ الہند اور آپ

کے رفقاء مالٹا سے رہا ہو کر ہندوستان تشریف لائے۔ علماء کے طبقہ میں ایک نئی زندگی کا دور شروع ہوا۔ سیاسی مشاغل کے ساتھ مسلمانوں میں فرض کی ادائیگی اور سنت کی پابندی کا ذوق و عمل پیدا ہوا انگریزی خواں طبقہ جو ابتدائے عہد سے لے کر اس وقت تک علماء سے دور تھا اب وہ بھی قریب ہونے لگا۔ عربی داں اور انگریزی خواں عالم اور مسٹر میں محبت و اخوت کا جذبہ پیدا ہوا۔ مسلم یونیورسٹی کے طلبا نے یونیورسٹی کا بائیکاٹ کیا۔ اور علی گڑھ ہی میں ایک مسلم نیشنل یونیورسٹی قائم کرکے ۲۹ اکتوبر کو حضرت شیخ الہندؒ کی صدارت اور راہنمائی میں اپنے کام کا آغاز کیا۔ اسی دوران میں حضرت شیخ الہندؒ نے دہلی میں جامع ملیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خاں، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اور وہ تمام مذہبی اور قومی کارکن جن کو ملت اور وطن سے کچھ بھی محبت تھی حضرت شیخ الہندؒ کے ہمنوا تھے۔ عدم تعاون اور ترک موالات کی تحریک ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی۔ حکومت کے تمام شعبوں میں اس کے اثرات نمایاں ہونے لگے۔ سکول و کالج، عدالت اور دفاتر، ملازمت و مزدوری غرضیکہ کوئی ایسا چھوٹا اور بڑا ادارہ یا شعبہ نہ تھا۔ جہاں لوگوں میں ترک موالات اور عدم تعاون کا جذبہ پیدا نہ ہو اس طرح بدیسی اشیاء کا بائیکاٹ، تعلیم پر ٹیکس اور ملازمت سے مستعفی ہو کر لاتعداد ہندوستانی وطن کی سچی اور حقیقی خدمت کی راہ میں لگ گئے۔ ۱۹۱۶ء سے اس وقت تک تمام تحریکات میں خواہ وہ مذہبی ہوں یا وطنی جمعیتہ علماء کے ارکان اس میں شریک رہتے۔ نازک سے نازک اور اہم سے اہم موقع پر بھی پاشکستہ اور دل برداشتہ نہ ہوئے۔ جمعیتہ کی تاریخ میں ایسے بھی واقعات ہیں کہ جن میں جمعیتہ علماء کے ایثار پیشہ اور مخلص کارکنوں نے جان کی بازی لگا کر مسلمانوں کی عزت و عظمت کو قائم رکھا۔ غیروں کی نہیں بلکہ اپنوں کی مخالفت کے باوجود حقانیت و صداقت، عدل و مساوات کا ساتھ دیا۔

جمعیتہ علماء کے ارباب بصیرت و فکر نے پیدا ہونے اور پیش آنے والے دینی اور ملکی حالات و مسائل کو اپنی فراست اور سیاست سے پہچانا، اور ضرورت سے پہلے ان کے حل اور اصلاح کی راہیں پیدا کیں اور سمجھ بوجھ کر جو فیصلہ کر لیا اس پر قائم رہے اور غور و فکر کے بعد جو قدم بڑھا دیا اسے پیچھے نہ ہٹانا چاہیئے۔ فیصلہ و عمل کی راہ میں کتنی ہی مشکلات کیوں نہ پیش آئیں۔

مکمل آزادی کا نصب العین کانگریس سے کئی برس پہلے پاس کرکے ملک و ملت کی راہنمائی کی۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۷ء تک تحریک آزادی میں ہزاروں مسلمانوں کو ملک و ملت کی آزادی و سربلندی کے نام پر جیل خانوں میں بھیجا۔

پشاور کا خونی واقعہ جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کرکے کانگریس اور شفیع لیگ کو اپنا ہمنوا بنایا۔ حالانکہ مسلم لیگ نے مخالفت کی۔ نہرو رپورٹ پر تنقیدی رپورٹ شائع کرکے اسلامی اور قومی بنیادی تحفظات پیش کئے مسلم کانفرنس کا دستوری فارمولا جس کی تیاری میں جمعیتہ کے علاوہ خلافت اور شفیع لیگ بھی شریک تھی۔ جب شفیع لیگ اور مسلم لیگ میں اتحاد ہو گیا تو یہی فارمولا مسٹر جناح کے چودہ نکات کے نام سے مشہور ہوا۔ جس کو گول میز کانفرنس کے مسلم نمائندے اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے دستور حکومت ہند میں شامل نہ کرا سکے۔

کانگریس کے مقابلہ پر جمعیتہ علماء نے ایک بہتر متبادل دستوری فارمولا تیار کرکے شائع کیا اور گول میز کانفرنس کے مسلم نمائندوں کے پاس بھیج کر ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کو دستور حکومت میں شامل کرائیں مگر افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ شدھی اور سنگٹھن کے موقعہ پر جمعیتہ علماء نے تبلیغ کے ذریعہ ہزاروں مسلمانوں کو ارتداد سے بچا لیا اور ہزاروں کو مشرف باسلام کیا۔ ہندو مسلم فساد، ودیا مندر تعلیمی اسکیم اردو ہندی جھگڑے شاردا ایکٹ وقف ایکٹ جج ایکٹ، غرضیکہ وہ تمام مذہبی قومی اور وطنی مسائل جو ۱۹۲۰ء سے اب تک پیدا ہوئے۔ جمعیتہ علماء نے اس میں بہت بڑا حصہ لیا۔ اور بعض مسائل کو بلا شرکت غیرے انجام دیا۔

آئین شریعت کانفرنس لاہور کے لئے تاریخی جلوسوں کا پروگرام

جمعیتہ علماء اسلام کی عوامی رابطہ مہم کمیٹی کے کنوینر مولانا ضیاء القاسمی نے اپنی مہم کے پروگرام کی تفصیلات کا اعلان کیا ہے۔ کہ آئین شریعت کانفرنس کے موقعہ پر پورے مغربی پاکستان سے تین عظیم الشان اور فقید المثال جلوس لاہور پہنچیں گے۔ یہ کانفرنس ۲۶ جون ۱۹۷۰ء سے بیرون دہلی دروازہ باغ لاہور میں شروع ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس میں ملک بھر سے لاکھوں اراکین و ہمدردان جمعیت علماء اسلام شریک ہو رہے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ایک اندازہ کے مطابق یہ اجتماع برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں ایک مثالی ہوگا۔ پروگرام کے مطابق پہلا جلوس بنوں، کوہاٹ، ٹانک، ڈیرہ اسماعیل خاں، میانوالی، سرگودھا، جھنگ، چنیوٹ، پنڈی بھٹیاں اور ان شہروں کے نواحی اور دیہاتی مقامات سے چھوٹے چھوٹے قافلے بسوں اور ٹرکوں کے ذریعے بروز جمعرات ۴ بجے دوپہر تک لائل پور پہنچ جائیں گے۔ لائل پور میں عصر کی نماز کے بعد اسلامی قانون کے نفاذ کی حمایت میں ایک عالیشان جلوس نکالا جائے گا۔ جمعہ کی رات کو دھوبی گھاٹ کی گراؤنڈ میں ایک جلسہ ہوگا اور اگلی صبح جمعیتہ علماء اسلام کل پاکستان حضرت مولانا حافظ الحدیث والقرآن محمد عبداللہ درخواستی کا سو میل لمبا جلوس لائل پور سے لاہور پہنچے گا۔ اس جلوس میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کے ہمراہ قاضی محمد سلیم ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ناظم اعلیٰ لاہور شہر ہوں گے۔ اس نوع کا دوسرا جلوس سرحد کے قبائلی علاقوں مردان، پشاور، کیمبل پور، حضرو، ہری پور، ٹیکسلا، ایبٹ آباد، گوجر خاں، دینہ، جہلم، گجرات اور سیالکوٹ سے حسب پروگرام گوجرانوالہ پہنچیں گے جہاں سے مولانا غلام غوث ہزاروی کی قیادت میں یہ عظیم الشان جلوس لاہور پہنچے گا۔ اس جلوس میں مولانا عبیداللہ انور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کے

تیسرا جلوس کراچی، حیدر آباد، شہداد پور، نواب شاہ، بلوچستان، کوئٹہ، سکھر، رحیم یار خاں بہاولپور، ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خاں، بہاول نگر اور چشتیاں سے احباب ۲۵ جون ۱۹۷۰ء کو ساہیوال پہنچیں گے اور ساہیوال سے حضرت

۳ مولانا مفتی محمود کی قیادت میں لاہور پہنچیں

بقیہ: اخبارات و رسائل کا آئینہ

تھی۔ البتہ لاہور میں اربابِ اقتدار کے بدمست ملازموں نے علمائے اسلام کے جلوس پر جس بے دردانہ سلوک کو روا رکھا تھا اس کے خلاف نفرین کے نعرے بلند ہوتے رہے۔ اربابِ اقتدار کو اب بھی یہ احساس نہیں ہو رہا کہ نوکر شاہی کے اندر کس قدر نشہ ہے، جو اس نشے کی وجہ سے ملک کے اندر محترم سے محترم ہستی کو بھی نشانہ تضحیک بنانے سے دریغ نہیں کرتے۔ یہ بات بہت زیادہ افسوسناک ہے کہ لاہور میں ایک ذمہ دار آدمی نے مسلمانوں کے سب سے بڑے محترم اور معزز بزرگ اور عالم دین مولانا عبید اللہ انور کو بیدردی سے زد و کوب کیا۔ اُس کے مقام، اس کی عزت، اس کی بزرگی اور عالم دین ہونے کی قطعاً پرواہ نہ کی۔ اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جو عام طور پر پولیس تھانوں کے اندر عوام کے ساتھ کرتی ہے۔ اقتدار کا یہ نشہ ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن ملک کی بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو عوام میں سے سمجھتے ہیں عوام کے نمائندے اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں، وہ بھی اربابِ اقتدار کو اس نشے کی کیفیت سے آگاہ نہیں کرتے۔ پھر بدمستی کا یہ عالم ہے کہ نہ نمازی کی عزت ہے، نہ مستورات کا لحاظ ہے، نہ عام رہگذر کا پاس۔ سب کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکا جاتا ہے۔ اس افسوسناک سلوک پر مناسب ہوتا کہ اربابِ اقتدار اپنے ملازموں کی غلطیوں کا کھُلے بندوں اعتراف کرتے اور ان کو آئندہ عوام کی عزت کے ساتھ کھیلنے سے منع کرنے کی ہدایت جاری کرواتے۔ اُلٹا ان کی صفائی میں اعلانات شائع ہوئے۔ یہ مرحلہ قوم کے اوپر بڑی آزمائش کا مسئلہ ہے، قوم کو ان تمام مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرنا ہوگا۔ جو اپنے حکمرانوں کو کوتاہ اندیشیوں کی وجہ سے اُن پر ڈھائے جا رہے ہیں۔ لاہور کے جمعیۃ العلماء اسلام کے مقتدر ارکان کی بدسلوکی بھی انہی مصائب کا ایک حصہ ہے۔ جس کے اندر نفرت کی ایک شدید لہر دوڑ گئی ہے اور اس اشتعال و انگیخت کا نتیجہ تھا کہ پشاور میں جمعیت العلماء اسلام کا اتنا شاندار جلوس اظہارِ ناراضگی کے لئے نکلا جس کی عام طور پر کبھی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اگرچہ ملک کے اندر ایک بڑا طبقہ اسلام سے بہت دور ہے، جن کو نہ خوفِ خدا ہے نہ حبِ رسولؐ ہے، نہ قیامت کا تصوّر ہے، نہ جنّت کی خواہش ہے، نہ دوزخ کا ڈر ہے۔ ان کو مغربی تہذیب نے بالکل اندھا کر دیا ہے۔ اور بدقسمتی سے یہ طبقہ بڑا اثر و رسوخ کا مالک ہے۔ لیکن اللہ پاک کا فضل ہے کہ ابھی کروڑوں غریب مسلمان اللہ کی رسّی کو پوری مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ اور محبت رسولؐ میں جان پر کھیل جانے میں دریغ نہیں کرتے۔ وہ اپنے مذہبی پیشواؤں کی توہین کو بڑی شدّت سے محسوس کرتے ہیں — لاہور کے اس واقعے نے تمام مغربی پاکستان کے اندر عوام کے احساسات و جذبات کو سخت مجروح کیا ہے۔ دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ علماء کا اشتراک منزل مقصود کی طرف کامیاب سفر کی نشانی ہے۔ اس جلوس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ عام طور پر کنارہ کش اور خاموش تھے اُن کے اسلامی جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے اس لئے وہ بھی جلوس میں شریک ہوئے تھے اور آئندہ کے لئے بڑی سرگرمی دکھائیں گے۔

جلوس کا وقار، کثرت، سکون اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اربابِ اقتدار اپنے عزائم پر از سرِ نو غور کریں۔ اور عوام کو مزید آزمائش میں ڈالنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بھی آزمائش سے دو چار نہ کرائیں۔ ہر وہ شخص جو اس ملک کو اسلام کے ضابطۂ حیات کا پابند دیکھنے کا متمنی ہے۔ وہ علماء کی اس اٹھان کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا کہ یہ لوگ ہی در اصل اسلام کے ستون ہیں اور انہی کی برکتوں سے مغربی تہذیب سے عام لوگ محفوظ ہیں۔ اسی لئے تو علامہ اقبالؒ نے کہا تھا کہ اگر انگریز اسلام کو ختم کرنا چاہتا ہے تو پھر ؎

افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
ملا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو

(اداریہ روزنامہ بانگِ حرم پشاور)

علماءِ اسلام پر وحشیانہ لاٹھی چارج

علماء پر تشدّد کرنے والوں کو عبرتناک سزا دی جائے

جمعۃ الوداع کے روز شیرانوالہ گیٹ لاہور میں علماءِ اسلام اور نمازیوں پر لاٹھی چارج، عورتوں کی بے حرمتی اور پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الّا اللہ کتبے کو پھاڑ دینے کا جو افسوسناک سانحہ ہوا ہے اس سے ہر کلمہ گو کا دل آزردہ و پژمردہ ہے اور ہر مسلمان اس حادثہ پر خون کے آنسو روتا ہے۔

پاکستان کی تمام دینی جماعتوں، مذہبی اور سیاسی تنظیموں کے سربراہوں نے اس سانحہ پر زبردست احتجاج کرتے ہوئے پاکستان کے اربابِ اقتدار سے پُرزور مطالبہ کیا ہے کہ اس سانحۂ عظیم کی عدالتی سطح پر تحقیقات کرائی جائے اور جن سرکاری افسران کی نالائقی یا کم اندیشی کے سبب یہ حادثہ رونما ہوا اور لوگوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ انہیں عبرت ناک سزا دی جائے!

یہ مطالبہ — کم از کم درجہ میں ہے۔ ورنہ ملکی حالات کا تقاضا تو یہ ہے کہ ایسے سرکاری افسروں کو فی الفور ملازمت سے نکال باہر کیا جائے۔ جو ایک اسلامی مملکت میں علماءِ اسلام پر لاٹھیاں برساتے ہیں، انہیں بوٹ کی ٹھوکروں سے زخمی کرتے ہیں اور انہیں فحش گالیاں دے کر خبثِ باطن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہماری ایماندارانہ رائے ہے کہ ان افسروں نے ایسے حالات میں جبکہ یہ ملک جلسوں، جلوسوں، مظاہروں اور زبردست احتجاج کی ایک ہمہ گیر لہر دوڑ چکی تھی۔ ایسے خطرناک ماحول میں لوگوں کے دینی رہنما اور روحانی پیشوا کو زد و کوب کرنے اور ان پر لاٹھیاں برسا کر مجروح کرنے کا اقدام موجودہ برسرِ اقتدار لوگوں (خصوصاً صدر محمد ایوب خاں) کو ذلیل و رسوا کرنے اور اس کے اقتدار و اختیار کی کشتی میں شگاف ڈال کر بیڑہ غرق کر دینے کی ایک گہری سازش کا نتیجہ ہے ان افسروں نے ایسے دینی رہنماؤں اور جلیل القدر مذہبی پیشواؤں کو اپنے ظلم و تشدّد کا نشانہ بنایا ہے جن کے مریدوں اور عقیدتمندوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ خصوصاً شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور پر لاٹھیاں برسا کر ان کے لاکھوں مریدوں

گئے جذبات مجروح کئے ہیں حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین اور عقیدت مند صرف علماء اسلام ہی کے حلقہ میں نہیں ہیں بلکہ سرکاری محکموں اور فوج میں ایک وسیع حلقہ ان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہے اور کلیدی آسامیوں پر فائز ہے۔ ایسے دینی رہنماؤں کو ذلیل و رسوا کرنے کا وحشیانہ اقدام عوام ہی میں نہیں بلکہ خود سرکاری محکموں میں ایک اضطراب اور ایک بے چینی پیدا کر کے ارباب اقتدار کے خلاف بڑھتی ہوئی نفرت و حقارت کو وسیع تر کرنے کی کوشش کی ہے ـــ اگر ارباب اقتدار نے وحشیانہ اقدام کرنے والے سرکاری افسروں خصوصاً لاہور کے سٹی مجسٹریٹ، ڈی ایس پی، ڈپٹی کمشنر ان کے تشدد آمیز اور نفرت انگیز رویے کی عبرتناک سزا نہ دی تو اس کے نتائج ہرگز ہرگز اچھے برآمد نہ ہوں گے اور حادثہ شیرانوالہ گیٹ کی یاد جلیانوالہ باغ کی حیثیت سے ہمیشہ تازہ رہے گی تا آنکہ انگریز حکمرانوں کی طرح ظالم حکمرانوں کا آفتاب اقتدار ظلمت کی تاریکیوں میں ڈوب جائے گا۔

(اداریہ ہفت روزہ لولاک لائلپور)

بقیہ: خدام الدین کی پالیسی

ہر لمحہ ممکن ہے اس لئے ہم قارئین خدام الدین کی خدمت میں بھی عرض کریں گے کہ وہ جب کبھی کوئی ایسی فروگذاشت دیکھیں تو ہمیں فوراً مطلع فرما دیں تاکہ اس کا بر وقت تدارک کیا جا سکے۔

ہمارے اسلاف اور بزرگوں کا یہ مؤقف تو سب کے لئے مشعل راہ اور موعظت کا باعث ہونا چاہیئے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں یہ شعر طبع ہو گیا ۔

ز کافِ کعبہ تا کافِ کراچی
سراسر کفر کفر دون کفر!

اس شعر کو جماعتِ اسلامی کے ایک رہنما نے حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں صاحب کلام کا نام ظاہر کئے بغیر اس وضاحت کے ساتھ ارسال کر دیا کہ اس میں کعبۃ اللہ کی اہانت کا پہلو نکلتا ہے۔ حضرت لاہوری رح نے مکتوب نگار کی وضاحت سے اتفاق کرتے ہوئے تحریر کر دیا کہ واقعی یہ شعر قابلِ اعتراض ہے۔ حضرت رح کے جواب کو سیاسی رنگ دیتے ہوئے جماعتِ اسلامی کے اس رہنما نے اخبار میں شائع کر دیا کہ وہ شعر حضرت امیر شریعت رح کا ہے۔ شاہ صاحب رح کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگرچہ میرے نہاں خانۂ دماغ کے کسی گوشہ میں بھی کعبہ کی اہانت کا تصوّر نہ تھا لیکن حضرت لاہوری کی فراست و بصیرت صحیح ہے اس لئے میں اپنے کلام سے اس شعر کو خارج کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور معافی کا خواستگار ہوں۔

اللہ کے فضل سے ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اپنی فروگذاشتوں یا کوتاہیوں کا عنداللہ اور عندالناس اعتراف کرنے کو عار سمجھتے ہیں اور ان سے رجوع کرنے کو نہ صرف اپنی ہتک سمجھتے ہیں بلکہ ان غلطیوں اور کوتاہیوں کو اپنی "پرسٹیج" کا سوال بنا کر اپنی جماعت کی پالیسی اور مؤقف قرار دے رہے ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

شمع اسلام کے وہ پروانے جنہیں جمعۃ الوداع کے دن لاٹھی چارج کے بعد گرفتار کیا گیا اور انہوں نے اپنے اسلاف کی سنّت تازہ کی :-

★ حضرت مولانا عبیداللہ انور امیر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان
★ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب خازن صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان
★ جناب عماد الدین عباسی صاحب مینجر ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور
★ حاجی بشیر احمد صاحب خادم خاص حضرت مولانا عبیداللہ انور
★ مرزا غلام نبی جانباز (جمعیت علماء اسلام)
★ ایڈیٹر تبصرہ لاہور۔
★ شیخ رفیق احمد صاحب ایڈووکیٹ (نیشنل پارٹی)
★ شیخ خورشید ایڈووکیٹ (پیپلز)
★ حکیم عبدالرحیم صاحب (نیشنل)
★ حکیم محمد قاسم صاحب (جمعیۃ علماء اسلام)
★ وحید بٹ صاحب (پیپلز)
★ تنویر احمد
★ حکیم بابا سلطان احمد ناظم جمعیۃ علماء اسلام جڑانوالہ (جو حضرت لاہوری کے جن کے نام سے موسوم ہے)
★ روزی خاں (پیپلز)
★ محمد سلیمان رضا کار جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ
★ انیس ندیم (پیپلز)
★ ڈاکٹر ایم ڈی خاں تنظیمی کارکن پاکستان کسان کمیٹی
★ وزیر محمد (جمعیت علماء اسلام)
★ حشمت علی رضا کار جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ
★ مولانا سیف اللہ خالد (جمعیۃ علماء اسلام)
★ چوہدری ظہور الدین (" ")
★ غلام ربانی (" ")
★ عبیدالرحمٰن (" ")
★ محمد لطیف خالد (پیپلز)
★ اصغر علی (جمعیۃ علماء اسلام)
★ حافظ حبیب الرحمان رضا کار جمعیت علماء اسلام گوجرانوالہ
★ لئیق احمد جمعیۃ علماء اسلام
★ محمد ایوب
★ حافظ بشیر احمد

خدام الدین کی پالیسی ◎ ایک ضروری وضاحت

بعض احباب نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ خدام الدین کے گذشتہ چند شماروں میں ایسے بھی مضامین شائع ہو گئے ہیں جن میں ایک دو جملے ایسے ہیں جو اس مسلک و مؤقف کے مطابق نہیں، جو خدام الدین اور علماءِ حق کا موقف و مسلک ہے۔

اس سلسلے میں خاص طور پر ایک تو بہت ہی پرانے خدام الدین کے شمارہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو غالباً ۱۹۶۲ء کے کسی مہینہ اور تاریخ کا پرچہ ہے اس میں بعض صحابہ کرامؓ کے بارے میں ایسے فقرے درج ہو گئے ہیں جن کو دکھلا کر صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی اور ان کی ذات پر اعتراضات عائد کرنے والی جماعت اور افراد اپنی دریدہ دہنی کا جواز ثابت کیا کرتے ہیں۔

اور دوسرا اسی طرح کا ایک شمارہ ہے جس میں ایم عبدالرحمان صاحب لودھیانوی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "قرآن بذاتِ خود ایک مکمل دستور العمل ہے اس میں کسی ازم کی مطلق گنجائش نہیں ہے"۔

اس مضمون میں ایک دو جگہ سوشلزم کے ان پہلوؤں کا جنہیں سوشلزم کے حامی بطور خوبی ذکر کیا کرتے ہیں، بیان کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ پہلو نہایت جامع و مانع طور پر اسلام میں بھی موجود ہے اور پھر اس مضمون میں کسی مصنف کا ایسا قول بلا حوالہ نقل کر دیا گیا جس سے سوشلزم کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ بھی ہو جاتی ہے۔

حالانکہ صاحب مضمون نے آخر میں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ "اسلام میں سوشلزم، کمیونزم، امپیریلزم، کیپیٹل ازم کی کوئی گنجائش نہیں"۔

چنانچہ وہ جملہ جس میں سوشلزم کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ہوتی ہے اگرچہ کسی دوسرے کا قول ہے لیکن جس انداز سے وہ بلاحوالہ نقل ہوا اس سے بہت سی غلط فہمیاں پھیلائی جا سکتی ہیں اور پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ہم یہاں سب سے پہلے تو یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ نہ صرف خدام الدین کے ان دونوں پرچوں کی یہ عبارتیں بلکہ گذشتہ اشاعتوں میں سے کسی بھی پرچہ کی ایسی عبارت جس سے حضرات صحابہ کرامؓ میں سے کسی بھی صحابی کی تخفیف کا ادنیٰ سا بھی شائبہ یا پہلو نکلتا ہو، ہم اس سے مکمل برأت کا اعلان کرتے ہیں اور ایسی ہر تحریر سے رجوع کر کے اپنے اللہ کے حضور معافی کے طالب ہیں۔

اسی طرح اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ کسی بھی ازم کی نسبت سے بھی ہم پوری پوری برأت کا اعلان کرتے ہیں اور اس قسم کے جملے کی نقل کو بھی ہم ایک غلطی سے تعبیر کرتے ہیں۔

ثانیاً یہ کہ ہم یہاں پر اس وضاحت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد خدام الدین کی ترتیب، خطبۂ جمعہ اور مجلس ذکر کے بیانات کی تدوین ایڈیٹر خدام الدین کی ذمہ داری رہی ہے۔ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ کو چونکہ بکثرت مصروفیتوں کی بناء پر خدام الدین میں شائع ہونے والے بیانات پر نظر ڈالنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔

ایسی صورت میں خطبۂ جمعہ اور مجلس ذکر کے بیانات کی ترتیب و تدوین اکثر و بیشتر سامعین میں سے کوئی صاحب کر لیا کرتے ہیں اور وہ خدام الدین کے جدید انتظام سے قبل بغیر مزید ملاحظہ اور تصحیح کے شائع ہوتے رہے ہیں۔

یہی صورتِ حال آمدہ مضامین کے سلسلہ میں بھی جاری تھی، محض اسی وجہ سے یہ دو فروگذاشتیں سرزد ہو گئیں۔ لیکن اب جدید انتظام کے بعد اس طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے اور انشاء اللہ آئندہ حتی الامکان پوری احتیاط سے کام لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

تاہم انسان سے سہو و خطا کا صدور

(باقی صفحہ ۲۸ پر)

شیخ العرب والعجم حضرۃ مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

یہ مضمون مولانا محمد الحسنی ندوی کے ایک عربی مضمون کا ترجمہ ہے جسے مولانا محمد یحییٰ ہمدانی نے خدام الدین کے لئے ارسال فرمایا (ادارہ)

کیا آپ اس عظیم مسلمان کو جانتے ہیں۔ جس نے سب سے پہلے انگریز کے فریب کو سمجھا اور یہ سمجھا کہ انگریزی استعمار ایک ذلیل منصوبہ اور انگریز ایک بدترین قوم ہے؟

کیا آپ اس ہستی سے واقف ہیں جس نے اپنے وسیع مطالعہ، طویل مشاہدہ اور اپنی مؤمنانہ فراست سے یہ جان لیا تھا کہ انگریز اپنے سوا دنیا کی تمام قوموں کو اپنا غلام اور ذلیل و حقیر مخلوق سمجھتے ہیں اور انگریزوں کا خیال یہ ہے کہ ان کے سوا دنیا کی کسی قوم کو روئے زمین پر زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں؟

اور کیا آپ تاریخ اسلام کے اس بطل جلیل کا اسم گرامی جانتے ہیں۔ جو برطانوی استعمار کے وسیع مطالعہ میں بے نظیر اور آزادی ہند کے مجاہدین میں سر فہرست ہے۔

یہ اپنے وقت کے عظیم محدث و مفسر حضرۃ مولانا شیخ محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ ہیں، دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے طالب علم۔

آپ ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند سے علوم دینیہ میں سند فراغ حاصل کی اور وہیں مدرس مقرر ہو گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک اور مقصد جلیل کے لئے اس دنیا میں بھیجا تھا۔ آپ کو اپنی قوم میں ایک انقلاب لانا اور قوم کو انگریزی استعمار کے خلاف جہاد کے لئے اٹھانا تھا۔ چنانچہ ایک طرف آپ کی عمر کا ایک بہترین حصہ علوم و معارف کے نشر و اشاعت میں گزرا تو دوسری طرف غیر ملکی حکومت کی مخالفت اور انگریزوں کے ناجائز تسلط سے آزادی کا حصول آپ کا نصب العین قرار پایا۔

حضرت شیخ نے اپنا سب کچھ ہندوستان میں ایک مضبوط تحریری و تقریری اور علمی اسلامی انقلاب برپا کرنے میں صرف کر دیا۔ اور جب کہ سینکڑوں طلباء آپ کی زبان فیض ترجمان سے بہتے ہوئے علوم و معارف کے چشموں سے فیضیاب ہو رہے تھے اور ایک عالم آپ کے فضل و کمال کا معترف ہو چکا تھا آپ نے مقصد کی راہ میں ایک قدم اٹھایا، بہت سے مضامین لکھے جگہ جگہ تقریریں کیں وقت کی عظیم شخصیات سے ملے اپنے حق میں عالم اسلام کے مشہور زعماء کی تائید حاصل کی اور اکابر سے مدد کے وعدے لئے آپ کے جذبہ آزادی کو مشتعل کرنے کے لئے ۱۸۵۷ء کا وہ ناکام انقلاب کافی تھا جس میں انگریزوں نے اپنی پوری وحشت و بربریت کا مظاہرہ کیا تھا، جگہ جگہ پھانسی گھر اور مذبح خانے قائم کئے اور مسلمانوں سے ان کے مطالبۂ آزادی پر نہایت بھونڈا انتقام لیا تھا۔ یہ انقلاب تاریخ کا ایک ایسا دردناک واقعہ ہے جس کے ذکر سے دل دہل جاتے ہیں۔ اور آنکھیں آنسو بہانے پر مجبور ہو جاتی ہیں، اس واقعہ کے ذکر میں دردناک سزاؤں، پھانسی گھروں، مذبح خانوں چہروں پر بہتے ہوئے آنسوؤں اور گلیوں میں بہتے ہوئے خون کے سوا اور کچھ نہیں پھر اس انقلاب کی ناکامی کے بعد مسلمانوں کی پسماندہ حالت اور ہندوستان کا خوفناک مستقبل ہر صاحب دل کو خون کے آنسو رلاتا تھا۔

یہ خوفناک حالات اور تاریک فضائیں تھیں جن میں روشنی کی یہ کرن نمودار ہوئی یعنی حضرت شیخ نے نئے سرے سے انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور ایک نیا انقلاب برپا کرنا چاہا۔ یہ انقلاب اگرچہ ایک خاموش (علمی) انقلاب تھا لیکن بہرحال اپنے مقصد و معنی کے اعتبار سے اور پھر اپنے اس پس منظر کے لحاظ سے جس میں خون سے لکھی ہوئی آزادی کی داستانیں تھیں، یقیناً ایک انقلاب تھا۔

آپ اٹھے اور بہت سے قلوب کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ایک قافلہ مرتب ہو گیا۔ جس نے اپنے مجوزہ میدان میں جہاد شروع کر دیا۔ نتیجۃً اس کے خون سے عرش استعمار ہل گیا اور برطانوی ایوانوں میں زلزلہ آ گیا۔

پھر کچھ دنوں بعد حضرت شیخ اپنے اللہ سے جا ملے۔ لیکن آپ کی روح زندہ اور کارفرما رہی، آپ کی مساعی بار آور ہوئیں اور ہندوستان نے اپنی امیدوں اور آرزوؤں کو عروس آزادی سے ہمکنار ہو کر پا لیا۔ کاش! کہ حضرت شیخ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔

بقیہ: حضرت دینپوری کی نصیحتیں

اگر کوئی کسی شخص کے سامنے دست سوال دراز کرے تو اس کے دل میں ملال آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ جاؤ بھائی معاف کرو۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ سے نہ مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ کو رنج ہوتا ہے۔

وہ انسان کس قدر بد نصیب ہے۔ کہ مالک حقیقی کی آواز پر لبیک نہ کہے اور خواب غفلت میں پڑا رہے۔ لہٰذا سحور کو جاگا کرو، یہ بے حد نفع بخش ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب تک زندہ رکھے اپنی یاد کے ساتھ زندہ رکھے اور خاتمہ بالایمان فرمائے۔ آمین!

درس قرآن

عقیدہ اور اعمال کی درستگی

مولانا قاضی زاہد الحسینی مدظلہ — مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۳)

مفسرین کرام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے جو اس کی تفسیر میں نقل فرمایا، اور بھی اقوال ہیں، ایک قول یہ بھی ہے ــــ کہ رب العالمین جب جہنم میں ان لوگوں کو جنہوں نے دنیا میں ایک دفعہ بھی سچے دل کے ساتھ پڑھا ہوگا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور عقیدہ ان کا صحیح ہوگا۔ عمل کی کمزوری ہوگی۔ میرے بھائیو! ــــ خداوند قدوس عمل کی کمزوری کو معاف کر دیتے ہیں، عقیدے کی کمزوری کو معاف نہیں کرتے۔ عقیدہ بنیاد ہے جس چیز کی جڑیں نہ ہوں آپ اسے کتنا کھڑا کریں گے وہ نہیں ٹھہر سکتا۔ جس قوم کا عقیدہ غلط ہو اس کے اعمال بھی هَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا ہیں۔ عقیدہ بنیاد ہے۔ اگر عقیدہ درست ہے اعمال میں کمزوری ہے تو اللہ تعالےٰ سے امید رکھی جا سکتی ہے۔ وہ اعمال کی کمزوری کو معاف فرما دیں گے۔ لیکن اگر عقیدہ خراب ہو اور اعمال ٹھیک ہوں تو اللہ کے ہاں وہ اعمال کوئی بھی قابل قبول نہیں۔ اس لیے قرآن مجید نے نجات کے لئے شرط فرمائی وَ مَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَةَ وَ سَعٰی لَهَا سَعۡیَهَا وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعۡیُهُمۡ مَّشۡكُوۡرًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۹) فرمایا جو کوئی آدمی قیامت کی بہتری کو چاہتے ہیں وہ مومن بھی ہو، اس کو یقین بھی ہو اللہ تعالیٰ کی ذات پر، اس کو یقین ہو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اس کا عقیدہ درست ہے وَسَعٰی لَهَا سَعۡیَهَا۔ اور اس بنیاد پر وہ محنت کرتا ہے۔ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعۡیُهُمۡ مَّشۡكُوۡرًا۔ اس کی محنت کی قدر کی جائے گی۔ دنیا میں بھی اور قیامت میں بھی، اللہ اس کی سعی کو قبول فرما لیں گے۔ لیکن جس کی بنیاد ہی نہیں ہے۔ عقیدہ غلط ہے، عقیدہ خراب ہے۔ اس کے بعد اگر وہ محنت کرتا بھی ہے تو اس محنت کا اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی اعتبار نہیں۔ اور اس عقیدے کی مخالفت دل میں اگر جم جائے۔ اگر ارادہ بھی ہو اس عقیدے کی مخالفت کا تو قرآن مجید نے واضح فرمایا۔ وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الۡهُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ۝ (النساء ۱۱۵) اور دوسرے مقام پر فرمایا وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَ هُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔ (آل عمران ۸۵) جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے گا یَبۡتَغِ طلب کرے گا ــــ (ابھی اختیار نہیں کیا) تلاش کرے گا۔ اس سے اللہ ہرگز اس دین کو قبول نہیں کریں گے۔ وَ هُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۝ اور قیامت میں وہ گھاٹے میں ہوگا۔ وہ یہ کہے گا لَوۡ كَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ ۝ کاش کہ میں اس اسلام کو قبول کرتا جو اسلام لائے تھے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دل میں یہ فکر پیدا کر لینا (نعوذ باللہ) کہ اسلام کے سوا کچھ اور چیز ہونی چاہیے تھی۔ اگر دل میں یہ فکر بھی پیدا ہو جائے تو اللہ اس فکر کو بھی معاف نہیں کرتے۔ اسلام نے صرف ارتداد کو ہی ناقابل معافی جرم قرار نہیں دیا بلکہ سورۃ محمد میں فرمایا۔ كَرِهُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ ــــ کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو دل سے بُرا سمجھتے ہیں ان حکموں کو جن کو اللہ نے نازل کیا۔ كَرِهُوۡا کا معنیٰ دل سے بُرا سمجھنا، کراہت آئی اللہ کی بات سے (نعوذ باللہ) ــــ ــــ تو فرمایا فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ (محمد ۹) اللہ اُن کے سارے عملوں کو برباد کر دیتا ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ ــ ابتغا پر میں بحث کر رہا ہوں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بات کو چھوڑ کر جب دوسری بات کو طلب کیا جائے گا تو پہلے دل میں ایک داعیہ پیدا ہوگا، اور وہ داعیہ کیا ہوگا؟ اسلام سے (نعوذ باللہ) نفرت ــــ اللہ کے دین سے نفرت پیدا ہوگی، تب ہی قدم کسی دوسری طرف اٹھے گا۔ اگر اسلام سے نفرت نہیں ہے، اسلام سے محبت ہے تو پھر جان بھی چلی جائے گی۔ تو کبھی یہ داعیہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں، گنہگار تو ہیں لیکن ہم کو اسلام سے محبت ہے۔ اللہ اسی محبت پہ رکھے اور اللہ اسی محبت پر خاتمہ فرمائے۔ اگر دل میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے، یہ تصوّر بھی پیدا ہو جائے کہ اسلام کا فلاں حکم جو ہے اس کو ہٹا دیا جائے۔ قرآن یہ فرماتا ہے۔ كَرِهُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ ــــ جو لوگ ناپسند سمجھتے ہیں ان حکموں کو جن کو اللہ نے نازل کیا، اُن کی سزا کیا ہے؟ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ۔ اللہ اُن کے سارے عملوں کو برباد کر دیتا ہے۔ اس کی دو شرحیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ ہو سکتا ہے کہ اگر وہ نماز پڑھتے بھی ہیں لیکن دل میں (نعوذ باللہ) یہ سوچتے ہیں۔ کہ نماز کیا اُٹھک بیٹھک اللہ نے ہمارے ذمے لگا دی؟ زکوٰۃ دیتے بھی ہیں تو کہتے ہیں یہ کیا بوجھ اللہ نے ہمارے ذمے لگا دیا؟ روزہ رکھتے بھی ہیں لیکن کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کیا ہمارے ذمے لگا دی ہے ایک بات، اگر نہ ہوتا کون سی بڑی بات تھی؟ تو وہ سمجھیں کہ ان کو روزہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں، اللہ ان کے روزہ کو برباد کر دے گا۔ كَرِهُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ ؕ

اسرائیل کی بربریت

امریکہ بدترقسم کی نسل پرستی

اور نازیت پرستی پر اتر آیا ہے

امریکہ کی طرف سے اسرائیل کو فینٹم طیاروں کی امداد اور اس کی جائز و ناجائز طرفداری کے باعث مشرق وسطیٰ کے حالات ابتر ہو گئے ہیں اور اسرائیلی غاصبوں نے بیت المقدس کے بعد بیت اللہ اور روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ناپاک نگاہیں مرکوز کر رکھی ہیں۔

معاصر جنگ کراچی نے مشرق وسطیٰ کی تازہ ترین صورت حال پر بلیغ انداز میں تبصرہ کیا ہے۔ جسے قارئین خدام الدین کی خصوصی توجہ کے لیے شریک اشاعت کیا جاتا ہے (ادارہ)

مشرق وسطیٰ کے مسائل سے پاکستان براہِ راست دل چسپی لیتا رہا ہے اور اس نے اسرائیل کے خلاف عربوں کو ہر ممکن مدد پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اقوام متحدہ میں عربوں کا مقدمہ پیش کرنے اور ان کی طرف سے لڑنے میں وہ ہمیشہ پیش پیش رہا ہے رباط میں ہونے والی مسلم سربراہ کانفرنس کو کامیاب بنانے میں بھی اس نے ایک موثر کردار ادا کیا تھا۔ تمام مسلمان اور عرب ملکوں کے ساتھ دوستی اور تعاون پاکستان کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم اور بنیادی حصہ ہے۔ لیکن اردن کے ساتھ پاکستان کی ہمدردی خاص طور پر اس وجہ سے بھی رہی ہے کہ جون ۱۹۶۷ء کی جنگ میں اردن عربوں کا کمزور ترین محاذ ثابت ہوا تھا۔ اُسے سب سے زیادہ جانی و مالی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ دریائے اردن کے مغربی کنارے کے علاقے پر اسرائیل کے قبضے اور یروشلم کے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے اردن کو زبردست اقتصادی بحران سے دوچار ہونا پڑا۔ پہلے ہی فلسطینی مہاجرین کی سب سے زیادہ تعداد اردن کی سرزمین پر آباد تھی۔ ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بعد اسرائیلی مقبوضہ علاقوں سے عربوں کی بہت بڑی تعداد ہجرت کر کے اردن میں داخل ہونے پر مجبور ہو گئی۔ اس پر مزید ستم یہ کہ اسرائیل مسلسل بری اور فضائی حملے کر کے اردن کو نقصان پہنچاتا رہا ہے۔ الفتح کا ہیڈ کوارٹر بھی اردن ہی میں ہے اور عرب چھاپہ مار اس محاذ پر پوری طرح سرگرم رہے ہیں۔ یہ چھاپہ مار سرگرمیاں اسرائیل کو گولہ باری کرنے اور شہری آبادیوں پر نیپام بم گرانے تک کا بہانہ فراہم کرتی رہی ہیں۔ اردن اب بھی اپنی فضائیہ اور فوجی طاقت کے اعتبار سے اس قدر پیچھے ہے کہ وہ تنہا اسرائیل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ان حالات میں اردن کے ساتھ دُنیا کے ہر مسلمان کی ہمدردیوں کا وابستہ ہونا ایک لازمی اور فطری بات ہے۔ خصوصاً بیت المقدس کی واپسی تو صرف اردن اور عربوں ہی کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ تمام مسلمان ملکوں کا اپنا مسئلہ ہے۔ اسی کی خاطر مسلم سربراہوں کی اکثریت رباط کی تاریخی کانفرنس میں شرکت کر چکی ہے اور انہوں نے متفقہ طور پر آزادیٔ فلسطین کی حمایت کی اور اس تحریک کے رہنما یاسر عرفات کو بھی کانفرنس میں شرکت کا موقع دیا۔ ان حالات میں اگر دنیا کے مسلمان ممالک عربوں کو کسی طرح کی کوئی مدد پہنچاتے ہیں تو وہ اس معاملے میں پوری طرح حق بجانب ہیں۔ پاکستان عرب ممالک کے ساتھ اقتصادی و تجارتی تعلقات بھی استوار کرتا ہے اور فوجی و فنی تربیت کے سلسلے میں بھی ان سے تعاون کر رہا ہے۔ لیکن نیویارک ٹائمز نے اردن کی فوجی تربیت کے سلسلے میں پاکستان کی امداد کو ایک غلط رنگ دینے کی کوشش کی ہے اور انتہائی مبالغہ آمیز باتیں شائع کی ہیں۔ اپنے بیروت کے نمائندے کے حوالے سے اس امریکی جریدہ نے یہ لکھا ہے کہ پاکستان نے خفیہ طور پر اسرائیل کے مقابلے پر اپنی پوری ایک انفنٹری رجمنٹ اردن میں پہنچا دی ہے۔ اس کے علاوہ فوجی تربیت کے سلسلہ میں پاکستان کے جو ماہرین اردن میں موجود ہیں ان کی تعداد کو بھی بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔ اسلام آباد میں ایک سرکاری ترجمان نے اس رپورٹ کو انتہائی مبالغہ آمیز قرار دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے پاکستان، اردن اور بعض دوسرے عرب ممالک کو فوجی تربیت کے سلسلے میں اپنے وسائل کے مطابق محدود پیمانے پر امداد بہم پہنچا رہا ہے۔ باخبر ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سعودی عرب میں بھی پاکستان کے فوجی مشیر موجود ہیں۔ لیبیا نے بھی پاکستان سے فوجی مشیر بھجوانے کی درخواست کی تھی۔ اس وقت آٹھ افراد پر مشتمل پاکستان کا جو فوجی مشن لیبیا کا دورہ کر رہا ہے۔ اس کا مقصد فوجی تربیت کے سلسلے میں لیبیا کی ضروریات کا جائزہ لینا ہے۔ پچھلے دنوں فرانس نے لیبیا کو پچاس میراج طیارے دینے کا فیصلہ کیا تھا تو اسرائیل کی حامی طاقتوں اور ان کے سارے پریس نے اس کے خلاف ایک زوردار مہم کا آغاز کر دیا تھا۔ اب پاکستان کی اس محدود امداد کو، جس کا تعلق فوجی تربیت سے ہے غلط رنگ میں پیش کر کے ایک نیا شوشہ چھوڑنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ سب کچھ اس صورت میں کیا جا رہا ہے جبکہ خود امریکہ کے شہری اور ماہرین براہ راست عربوں کے خلاف اسرائیل کی طرف سے جنگ میں حصہ لے رہے ہیں اور امریکہ کی جانب سے بڑے پیمانے پر اسرائیل کو اقتصادی امداد دی جا رہی ہے اور اسلحہ فراہم کیے جا رہے ہیں۔ امریکہ کے پچاس فینٹم طیاروں نے جو قیامت برپا کر رکھی ہے۔ اس سے دنیا اچھی طرح واقف ہے کہ ابتدا میں اسرائیل کے ہوائی حملے صرف اسلحہ کے ذخائر اور فوجی اڈوں تک محدود تھے لیکن اب وہ ان کے دائرے کو بتدریج وسیع کرتا جا رہا ہے۔ پچھلے دنوں اس نے قاہرہ کی مضافاتی بستیوں کو نشانہ بنایا تھا اور اب اس کے تازہ حملے مصر کے

عام کارخانوں تک پہنچ گئے ہیں۔ اس دفعہ امریکہ کے بمبار فینٹم طیاروں نے قاہرہ سے دس میل دُور ابو سبیل کے مقام پر ایک فولاد کے کارخانے کو نشانہ بنایا۔ جس کی وجہ سے ستّر مصری مزدور ہلاک ہو گئے اور زخمیوں کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بعد پہلی بار اسرائیلی حملے سے شہریوں کی اتنی بڑی تعداد ہلاک اور زخمی ہوئی ہے۔ اسرائیلی وزیر جنگ موشے دایان نے اسرائیل کا دورہ کرنے والے امریکیوں کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے دھمکی دی ہے کہ یہ حملے اُس وقت تک جاری رہیں گے۔ جب متحدہ عرب جمہوریہ جنگ بندی کو قبول نہ کرلے۔ امریکہ نے بھی اس اسرائیلی حملے کی مذمت کی ہے لیکن ساتھ ہی اس نے ۱۹۶۷ء کی جنگ بندی پر زور دے کر در اصل اسرائیلی مؤقف ہی کی حمایت کی ہے۔ اسرائیل صرف جنگ بندی سے تعلق رکھنے والی قرار داد پر عمل کرنا چاہتا ہے اور اس قرار داد کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے جس میں اس سے مقبوضہ علاقوں کے خالی کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اسرائیل کا اصل مقصد طاقت کے بل پر سرحدوں کو تبدیل کرنے اور ان کا ازسرِ نو تعین کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ وہ اردن کے مغربی کنارے غازہ کی پٹی اور گولان کی پہاڑیوں کو کسی صورت میں چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ وہ ان کو پہلے ہی اپنی حفاظتی سرحدوں کا نام دے چکا ہے امریکہ اسرائیل کے اس ظالمانہ اور جارحانہ مؤقف کی پوری طرح حمایت کر رہا ہے اور مزید ایک سو لڑاکا طیارے فراہم کرنے پر غور کر رہا ہے۔ صدر نکسن نے روسی نوٹ کا جواب دیتے ہوئے بھی صاف طور پر یہ کہا ہے کہ ضرورت پڑنے پر اسرائیل کو مزید امداد دی جائیگی اسرائیل کے حامیوں کے نزدیک لیبیا کو طیارے دینا بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے عربوں کے لیے روس کی فوجی امداد اور اسلحے بھی طاقت کا توازن بگڑ جاتا ہے اور پاکستان کا اپنے دوست مسلمان ملکوں کی فوجی تربیت میں حصہ لینا بھی قابل اعتراض ہے۔ لیکن اسرائیل کو اس قدر فوجی امداد دینا اور اتنے طیارے فراہم کرنا کہ وہ شہری آبادی اور کارخانوں پر حملے شروع کر دے۔ ان کے نزدیک کوئی زیادتی نہیں ہے۔ اب تک عربوں نے صرف اپنا دفاع کیا ہے اور ان کے حملے صرف اسرائیل کے فوجی اڈوں اور تنصیبات تک محدود رہے ہیں۔ لیکن اسرائیل گزشتہ چند ہفتوں سے شہری آبادیوں کے بالکل قریب پہنچ کر حملے کرتا رہا ہے اور اب اس نے فولاد کے مصری کارخانے پر حملہ کرکے اپنی اشتعال انگیزی کو آخری حد تک پہنچا دیا ہے اگر اس کے جواب میں متحدہ عرب جمہوریہ نے بھی اسرائیلی شہروں اور کارخانوں پر بمباری شروع کر دی تو فوراً ہی وسیع پیمانے پر جنگ کا آغاز ہو جائے گا۔

روس جو اب تک مشرق وسطیٰ کے سیاسی تصفیے کی کوشش کرتا رہا ہے اور عرب ممالک کو اسرائیل کے خلاف بڑے پیمانے پر کارروائی کرنے سے روکتا رہا ہے۔ اس کے لیے صرف یہی ایک راستہ رہ جائے گا کہ وہ عربوں کو زیادہ سے زیادہ خطرناک اور مہلک اسلحہ فراہم کرے اور مسلمان ملکوں کے لیے بھی یہ ممکن نہیں رہے گا کہ وہ اس جنگ سے اپنے آپ کو الگ رکھ سکیں۔ امریکہ اس وقت ایک جارح اور غاصب ملک کی حمایت کر رہا ہے۔ اسرائیل کو وجود میں لانے کا سہرا بھی امریکہ ہی کے سر ہے۔ اور اب اسرائیل کی جارحیت و توسیع پسندی کو بھی امریکہ کی حمایت حاصل ہے۔ اس کے نتیجے میں اب اگر کوئی بڑی جنگ چھڑ گئی تو اس کی براہ راست ذمہ داری امریکہ اور اسرائیل پر عائد ہوگی۔ گزشتہ جنگ عظیم میں امریکہ نے اتحادیوں کے ساتھ مل کر نازی ازم کو ختم کر دیا۔ تھا۔ لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ آج وہ اس سے زیادہ بدتر قسم کی نسل پرستی اور نازیت کی سرپرستی اور حمایت پر اتر آیا ہے

بقیہ: درسِ قرآن

البتہ اگر عملی کمزوریاں ہیں، لیکن عملی کمزوریوں کے ساتھ یہ یقین ہے کہ جو اللہ نے نازل فرمایا۔ اُسی کے متعلق قرآن مجید نے دوسری جگہ فرمایا:
قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (الزمر ۵۳)
جو لوگ اپنے آپ پر زیادتی کرتے ہیں، عمل میں وہ کمزور ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے وہ امید رکھیں اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کر دیں گے۔
(باقی آئندہ)

بقیہ: مجلسِ ذکر

جھوٹے پروپیگنڈوں سے ہرگز اثر نہ لیجیے۔ کھرے کھوٹے کو خوب پرکھیے۔ انشاء اللہ دجل وفریب سے بچ جائیں گے۔ اللہ سے دُعا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں کامیاب بنائیں۔ آمین۔

بقیہ : احادیث الرسولؐ

میں ہے :-

"اللہ تعالٰے توبہ کرنے والوں
اور طہارت حاصل کرنے والوں
کو دوست رکھتا ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں طہارت و صفائی کو "آدھا ایمان" کہا گیا ہے۔ الفاظ یوں ہیں :-

اَلطُّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ -

عبدالسلام اسعد مظفرگڑھ

محمد بن قاسم رح

آج سے تقریباً بارہ سو سال پہلے سندھ پر راجہ داہر کی حکومت تھی ...... راجہ داہر مسلمانوں کا بڑا دشمن تھا - اور اسلامی سلطنت کے باغیوں اور غداروں کو پناہ دیتا تھا ایک دفعہ لنکا (سراندیپ) کے راجہ نے خلیفہ اسلام کی خدمت میں چند جہاز تحفے تحائف سے بھرے ہوئے روانہ کئے - جن میں تاجروں کے بچے اور عورتیں بھی تھیں - مگر مکران کے ساحل پر انہیں سندھی لٹیروں نے لوٹ لیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا - بصرہ کے گورنر حجاج بن یوسف کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے باغیوں کی سزا اور عورتوں اور بچوں کی واپسی کا مطالبہ کیا مگر راجہ داہر نے اس مطالبے کی کوئی پرواہ نہ کی اس پر حجاج نے اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو بارہ ہزار سپاہیوں اور تین ہزار بار بردار اونٹوں کے ساتھ سندھ کی طرف روانہ کیا -

محمد بن قاسم ایک سترہ سال کا نوجوان تھا - مگر اس کے باوجود نڈر، جری، اور بہادر تھا - اس نے چھوٹی سی عمر میں بہادری کے وہ کارنامے دکھائے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی - روانگی سے پیشتر حجاج نے جو ہدایات دی تھیں - محمد بن قاسم نے پوری طرح ان ہدایات پر عمل کیا - محمد بن قاسم نے سب سے پہلے دیبل کو فتح کیا دیبل کے درمیانی مندر پر ایک جھنڈا لہرا رہا تھا جس کے متعلق ان لوگوں کا خیال تھا - کہ جب تک یہ جھنڈا نہیں گرے گا - اس وقت تک دنیا کی کوئی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکتی جب یہ بات محمد بن قاسم کو معلوم ہوئی تو اس نے منجنیق (جو پتھر پھینکتی تھی) چلانے والے کو حکم دیا - کہ جھنڈے کو گرا دیا جائے - چنانچہ اس نے ایسا نشانہ باندھا - کہ جھنڈا گر گیا - لوگوں میں افراتفری پھیل گئی - اور شہر فتح ہوگیا اس کے بعد محمد بن قاسم نے نیرون کو فتح کیا اور بڑھتے بڑھتے ملتان پہنچ گیا -

محمد بن قاسم نے سندھ کے باشندوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا - اور ان کو مذہبی آزادی دی - محمد بن قاسم نے وادی سندھ پر ساڑھے تین سال پورے انصاف اور شفقت سے حکومت کی جس کا اثر یہ ہوا - کہ جب محمد بن قاسم کو دمشق واپس بلایا گیا - تو ہندو رعایا کو محمد بن قاسم کے جانے کا بڑا رنج ہوا - اور انہوں نے آنسو بہائے اور محمد بن قاسم کے چلے جانے کے بعد اس کا مجسمہ (بت) بنا کے اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق اس کی پوجا شروع کردی اسلام نے بت پرستی کو جڑ سے اکھیڑ دیا تھا - اور انسانوں کو صرف ایک خدا کی عبادت کا حکم دیا - یہ مسلمانوں کا حسن سلوک اور نیک برتاؤ تھا - کہ غیر مذہب کے لوگ بھی ان کے گیت گاتے رہے -

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد اقبال: کیمبلپور

- آں حضرت صلعم کی وفات کے فوراً بعد آپ با اتفاق رائے مسلمانوں کے امیر چنے گئے تمام صحابہ رض نے حتیٰ کہ حضرت علی مرتضیٰ رض نے بھی آپ کی بیعت فرمائی -
- حضرت علی مرتضیٰ رض کو آپ سے اس قدر محبت تھی - کہ اپنے بیٹوں کا نام ابوبکر ...... رکھا - حضرت علی رض کے یہ نامور فرزند اپنے پیارے بھائی حضرت امام حسین رض کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے -
- آپ کی اہل بیت اطہار سے نزدیکی رشتہ داری تھی - آپ رشتہ میں حضرت امام جعفر صادق رض کے نانا تھے -
- حضرت فاطمہ زہرا رض کا حضرت علی مرتضیٰ رض سے عقد حضرت صدیق اکبر رض کی تحریک سے ہوا تھا - اور خاتون جنت کا جہیز بھی آپ نے ہی خریدا تھا - اور نکاح کے گواہ بھی حضرت صدیق اکبر رض اور فاروق اعظم تھے -
- آپ رض کی دختر حضرت عائشہ صدیقہ رض آنحضرت صلعم کی زوجہ محترمہ تھیں آپ سیدنا حضرت فاروق اعظم رض کی طرح خسر النبی بھی تھے - تمام غزوات میں حضور صلعم کے ہم رکاب رہے جنگ بدر میں قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینے کے متعلق آپ ہی کی رائے تھی - آں حضرت صلعم نے قریب رحلت ارشاد فرمایا تھا - کہ ابوبکر رض کو کہو کہ نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے باپ بہت نرم دل ہیں - آپ کی خالی جگہ دیکھ کر روئیں گے اس لئے آپ حضرت عمر رض کو حکم دیں کہ وہ نماز پڑھائیں - یہ سن کر آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ عائشہ رض میں کیا کروں خدا ابوبکر رض کی امامت کے علاوہ کسی کی امامت نہیں مانتا -

دعا

راجہ عبدالمجید اظہر ہیڈ ماسٹر میانوالہ

راہ حق پر اے خدا ہم کو چلا
نیکیوں کے راستے ہم کو دکھا
اچھے اچھے کام ہم کرتے رہیں
تیرے غصے سے سدا ڈرتے رہیں
دین کی خاطر کریں جانیں فدا
ہم کو حاصل ہو یہ اونچا مرتبہ
دین کو دنیا میں پھیلاتے رہیں
بے کسوں کے کام ہم آتے رہیں
ہم ہیں پیاسے کر ہمیں کوثر عطا
تجھ سے یارب یہ ہے اظہر کی دعا

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا ضرور حوالہ دیا کریں۔

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	..	۱۱
ششماہی	..	۶
"	..	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	۴۲
بحری جہاز		۱۵
ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
بحری	..	۱۱
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۷۳
بحری	۸۰	۲۲

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ تین مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹/۷۶۶-۲-۹ DD مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ GM/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء